مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری

کا مباہلہ سے گریز

اور

حضرت مسیح موعودؑ کی فتح مبینؒ

مصنفہ

حضرت مولانا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری

ناشر

شعبہ دعوت وارشاد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

بار اوّل نومبر ۱۹۷۰ء زاھد پرنٹرز لاہور تعداد ۵۰۰

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے عقائد

۱۔ ہم اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاتے ہیں۔

۲۔ ہم آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور بالفاظ بانیٔ سلسلہ:۔

"اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا۔"

"جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔"

"میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول ... ختم ہو گئی۔"

"ہم نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں۔"

۳۔ قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب مانتے ہیں جس کا کوئی حکم منسوخ نہیں نہ قیامت تک منسوخ

۴۔ ہم آنحضرت صلعم کے بعد مجددین کا آنا مانتے ہیں اور یہ بھی مانتے ہیں کہ اس اُمت میں ایسے لوگ ضرور

جو حدیث نبوی رجال یکلمون من غیران یکونوا انبیاء کے مطابق انبیاء تو نہ ہوں گے

اللہ تعالیٰ ان سے یقینی اور قطعی الہام کے ذریعہ سے کلام کرے گا۔

۵۔ ہم تمام صحابہ کرام اور تمام آئمہ دین کی عزت کرتے ہیں خواہ وہ اہلسنت کے مسلم بزرگ ہوں یا اہل تشیع

کے ہوں اور نہ ہم کسی صحابی یا امام یا محدث یا مجدد کو تحقیر و نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

۶۔ ہم ہر اس شخص کو جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتا ہے اصولاً مسلمان

سمجھتے ہیں خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو۔

۷۔ ہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو زمانہ کا مجدد و مسیح و مہدی مانتے ہیں نیز انہیں زمرہ انبیاء

کا نہیں بلکہ زمرۂ اولیاء کا فرد یقین کرتے ہیں ان کے اپنے الفاظ میں "نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت

کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔" "میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام

سے خارج سمجھتا ہوں اور ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا

دعویٰ کرتا ہے۔"

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری

کی

مباہلہ سے فرار کی داستان

مولوی صاحب موصوف امرتسر کے رہنے والے تھے اور سلسلہ احمدیہ کے اشدترین مخالفین میں سے تھے یہ ہفتہ وار اخبار اہل حدیث اور ماہواری رسالہ مرقع قادیانی کے مالک اور ایڈیٹر بھی تھے۔ یہ دونوں اخبار اور رسالہ حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت کے لئے وقف تھے۔ ان کے ساتھ ایک دفعہ مباہلہ کرنے کی نوبت پیش آئی تھی جس سے بالآخر انہوں نے فرار کی راہ اختیار کی۔ اس کی مفصل داستان ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

مقالہ لکھنے کی وجہ | ایک دوست غیر از جماعت نے لکھا ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے مقابلہ میں جو دعا کی تھی اس کے نتیجہ میں انہوں نے اپنا جھوٹا ہونا ثابت کر دیا اس کے جواب میں ذیل کا مقالہ لکھا گیا ہے:۔

برادرم مکرم! آپ نے حضرت مرزا صاحبؑ کی وفات کو اس دعا۔ مباہلہ کا نتیجہ قرار دیا ہے جو حضورؑ نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے مقابل شائع کی تھی مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آپ نے اس معاملہ میں جو رائے دی ہے وہ بغیر کافی تحقیق کے دی ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کا مباہلہ سے ہمیشہ گریز کرنا | حقیقت یہ ہے

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ہمیشہ حضرت مرزا صاحبؑ سے مباہلہ کرنے سے گریز ہی کرتے رہے ہیں۔ گو وہ عوام کو یہی تاثر دیتے رہے ہیں کہ وہ مباہلہ کے لئے تیار ہیں دیکھیں حضرت اقدس مرزا صاحبؑ نے سب سے پہلے ۱۸۹۶ء میں اپنی کتاب انجام آتھم میں بہت سے علماء کو مباہلہ کی دعوت دی اور ان میں مولوی ثناء اللہ صاحب کا بھی نام تھا مگر مولوی صاحب موصوف کو جرأت نہ ہوئی کہ اس دعوت کو قبول کریں پھر ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۲۵ پر عبداللہ آتھم کی پیشگوئی پر قسم کھا کر تکذیب کرنے والوں کو کہا تو مولوی صاحب موصوف اس پر بھی آمادہ نہ ہوئے ۱۹۰۲ء میں اپنی کتاب "اعجاز احمدی" کے صفحہ ۱۴ پر لکھتے ہیں :۔

"میں نے سنا ہے بلکہ مولوی ثناء اللہ کی دستخطی تحریر میں نے دیکھی ہے جس میں وہ یہ درخواست کرتا ہے کہ میں اس طور کے فیصلہ کے لئے بدل خواہشمند ہوں کہ فریقین یعنی میں اور وہ یہ دعا کریں کہ جو شخص ہم دونوں میں جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہی مر جائے۔"

مولوی صاحب موصوف کی اس تجویز پر پسندیدگی کا اظہار فرماتے ہوئے حضورؑ نے لکھا :۔

"اگر اس چیلنج پر وہ (مولوی ثناء اللہ) مستعد ہوئے کہ کاذب صادق کے پہلے مر جائے تو وہ ضرور پہلے مریں گے"

لیکن مولوی صاحب اس وقت بھی مباہلہ پر تیار نہ ہوئے اور نہ ہی وہ اس چیلنج پر اس اشتہار کے مقابل پر قائم رہے جس کی طرف برادرم آپ نے اشارہ کیا ہے۔ پھر مولوی سرور شاہ صاحب نے مولوی صاحب

موصوف کو حضرت مرزا صاحبؑ سے مباہلہ کرنے کے لئے لکھا۔ دیکھو کھلی چٹھی مطبوعہ ۲۱ر نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۳۔ مگر اس پر بھی مولوی صاحب تیار نہ ہوئے۔ پھر ایک شخص بابو علی احمد صاحب کلرک ساکن میاں میر نے جن کو جماعت احمدیہ سے کوئی تعلق نہ تھا مولوی صاحب موصوف کو لکھا کہ:

"مرزا جی سے آپ ضرور مباہلہ کر کے ان کو گھر تک پہنچائیں"

مگر اس شخص کی بھی خواہش کو پورا نہ کیا (دیکھو اہلحدیث مؤرخہ ۲۵ر مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۲) پھر ایک شخص عبدالقدوس سہارنپوری نے لکھا کہ قرآن شریف سے مباہلہ ثابت ہے آپ مرزا صاحب سے مباہلہ کر لیں۔ یہ شخص بھی احمدی نہ تھا۔ اس کو بھی مولوی صاحب نے ٹال دیا (دیکھو اہلحدیث مؤرخہ ۲۲ر جون ۱۹۰۶ء صفحہ ۳) مندرجہ بالا واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ مولوی صاحب موصوف ہمیشہ حضرت مرزا صاحبؑ سے مباہلہ کرنے سے گریز ہی کرتے رہے ہیں۔

موجودہ دعائے مباہلہ کی بنیاد کس طرح پڑی

اب موجودہ دعائے مباہلہ کی بنیاد پڑنے کا وقت آتا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ فروری ۱۹۰۷ء کو حضرت مرزا صاحب نے ایک کتاب بنام "قادیان کے آریہ اور ہم" لکھی۔ جس میں آریوں کی بد زبانی کا جواب تھا اس کتاب کے متعلق لکھتے ہوئے ایڈیٹر صاحب الحکم نے اپنے ۱۷ر مارچ ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں یہ الفاظ لکھے۔

"اس رسالہ کی ایک جلد مولوی ثناء اللہ امرتسری کو بھی بھیجی گئی ہے۔ قادیان کے آریوں نے حضرت مرزا صاحبؑ کے جو نشان

دیکھ کر تکذیب کی اور کر رہے ہیں اس رسالہ میں ان سے مباہلہ کر دیا ہے۔ اس میں آریوں کو اعلان کیا ہے کہ اگر انہوں نے نشانات نہیں دیکھے ہیں تو قسم کھا جائیں کہ یہ نشانات صداقت اسلام کے ہم نے نہیں دیکھے۔ اب ثناء اللہ کو بھی چاہیئے کہ اپنے دوستوں قادیان کے آریوں کو اس قسم کے لئے تیار کرے اور ان کے پاؤں پڑے ورنہ ان کی قسم کی گریز سے حضرت مرزا صاحبؑ کی صداقت پر مہر لگ گئی اور ثناء اللہ نے بھی کوئی نشان صداقت بطور خارق عادت نہیں دیکھا ہے تو وہ بھی قسم کھا کر پرکھ لے "تاکہ معلوم ہو خدا کس کی حمایت اور کس کی قسم کو سچا کرتا ہے"۔

اس تحریر کا آخری فقرہ "تاکہ معلوم ہو خدا تعالیٰ نے کس کی حمایت کی اور کس کی قسم کو سچا کرتا ہے" صاف دلالت کر رہا تھا کہ ایک فریق نہیں بلکہ دو فریق ہیں جنہوں نے قسم کھائی ہے ان میں سے جس فریق کی قسم کو اللہ تعالیٰ سچا کرے گا وہی صادق سمجھا جائے گا اور اسی کو مباہلہ کہتے ہیں گویا بالفاظ دیگر اس تحریر میں ایڈیٹر صاحب الحکم نے مولوی صاحب موصوف کو دعوت مباہلہ ہی دی تھی مجرد یک طرفہ قسم کھانے کا مطالبہ نہیں کیا تھا جیسا کہ مولوی صاحب نے اپنے جواب میں ظاہر کرنے کی کوشش کی۔

دعوت مباہلہ کا ثبوت

ایڈیٹر صاحب الحکم کی مندرجہ بالا تحریر میں ذکر ہے کہ آریوں کے ساتھ کتاب "قادیان کے آریہ اور ہم" میں مباہلہ کیا گیا ہے اس کا ثبوت اسی کتاب سے پیش کرتا ہوں۔ قادیان کے دو آریہ تھے ایک کا نام شرم پت اور دوسرے کا نام ملاوامل تھا۔ زیادہ تر حضورؑ کے نشانوں کے یہ دونوں آریہ

گواہ تھے حضرت اقدسؑ نے ۱۹۰۶ء کے جلسہ سالانہ کی تقریر میں اس بات کا ذکر کیا کہ قادیان کے آریہ شرمپت اور ملاوامل میرے بعض نشانوں کے چشم دید گواہ ہیں۔ ان دنوں قادیان سے ایک اخبار شبھ چنتک نامی نکلتا تھا اس نے لکھ دیا کہ مرزا صاحب کا یہ بیان بالکل جھوٹ ہے شرمپت اور ملاوامل نے کوئی نشان نہیں دیکھا۔ اس پر حضورؑ نے کتاب "قادیان کے آریہ اور ہم" تصنیف فرمائی اور اس میں ان خاص نشانوں کا ذکر فرمایا جن کے چشم دید گواہ مذکورہ بالا دونوں آریہ تھے ان نشانوں کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

"یہ چند پیشگوئیاں بطور نمونہ میں اس وقت پیش کرتا ہوں اور میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ سب صحیح ہے اور کئی دفعہ لالہ شرمپت سن چکا ہے۔ اور اگر میں نے جھوٹ بولا ہے تو خدا مجھ پر اور میرے لڑکوں پر ایک سال کے اندر اس کی سزا نازل کرے۔ آمین:
ولعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔"
(قادیان کے آریہ اور ہم صـ۳۶)

"ایسا ہی ملاوامل کو چاہیئے کہ چند روزہ دنیا سے محبت نہ کرے اور اگر ان بیانات سے انکاری ہے تو میری طرح قسم کھادے کہ یہ سب افتراء ہے۔ اگر یہ باتیں سچ ہیں تو ایک سال کے اندر میرے پر اور میری اولاد پر خدا کا عذاب نازل ہو۔ آمین۔ ولعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین"
(قادیان کے آریہ اور ہم صـ۳۸)

پس اس سے ثابت ہوا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب سے بھی حضرت اقدسؑ کے بالمقابل ہی قسم کھانے کا مطالبہ کیا گیا تھا یعنی حضرت مرزا صاحبؑ اپنے الہاموں کی سچائی اور ان کے منجانب اللہ ہونے پر قسم کھائیں گے۔ بلکہ انہوں نے اپنی کتاب "قادیان کے آریہ اور ہم" میں تو قسم کھا کر آخر میں لکھا ہے کہ اگر میں اس قسم کے کھانے میں جھوٹا ہوں تو لعنۃ اللہ علے الکاذبین اور قرآن کریم میں بھی الفاظ مباہلہ میں قسم کھانے والے کے لئے وارد ہوئے ہیں اور اس طرز کی قسم کا مطالبہ مولوی صاحب موصوف سے کیا گیا تھا جس پر انہوں نے آمادگی کا اظہار کیا۔ اب اگر حضرت مرزا صاحبؑ نے ان کے جواب سے یہی سمجھا کہ مولوی صاحب انہیں مباہلہ کے لئے للکار رہے ہیں تو اس سمجھنے کو غلط کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے اب ذیل میں مولوی صاحب کے جواب کو ملاحظہ فرمائیں جو انہوں نے ۱۲ر اپریل ۱۹۰۷ء کے اہل حدیث میں دیا ہے اور دیکھیں کس طرح ایک طرف تو وہ مباہلہ سے بھاگ رہے ہیں اور دوسری طرف عوام پر یہ اثر ڈالنے کی بھی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ مباہلہ سے ڈرتے بھی نہیں بلکہ مباہلہ کے لئے تیار ہیں۔ ۱۲ر اپریل والے جواب کو نقل کرنے سے قبل ایڈیٹر صاحب الحکم کو جو جواب مولوی صاحب نے اپنے پرچہ اہل حدیث مورخہ ۲۹ر مارچ ۱۹۰۷ء میں دیا اسے ذیل میں درج کرنا ضروری ہے تا قارئین کرام کو پتہ لگ جائے کہ مولوی صاحب موصوف نے حضرت مرزا صاحبؑ کو مباہلہ کے لئے ہی بلایا تھا جسے فوراً منظور کر لیا تھا اس کی منظوری کا اعلان ایڈیٹر صاحب اخبار

بدر نے حضرت مرزا صاحب کے حکم سے کیا۔ چونکہ اس میں پہلے مولوی صاحب موصوف کا ۲۹ر مارچ والا جواب نقل کیا گیا ہے اس لئے اسے الگ درج کرنے کی ضرورت نہیں۔ ایڈیٹر صاحب بدر کے جواب میں قارئین کرام اس کو ملاحظہ فرمالیں۔ وہ جواب یہ ہے:۔

اخبار بدر ۱۴ء ۴ر اپریل ۱۹۰۷ء

مباہلہ کے واسطے

مولوی ثناء اللہ امرتسری کا چیلنج منظور کیا گیا

(حضرت مسیح موعودؑ کے حکم سے لکھا گیا)

"مولوی فاضل ابو الوفا ثناء اللہ صاحب اپنے اخبار "اہلحدیث" ۱۲ء مورخہ ۲۹ر مارچ ۱۹۰۷ء میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تازہ تصنیف "قادیان کے آریہ اور ہم" کا ذکر کرتے ہوئے اور آریوں کی قسم کھانے سے متعلق اپنی پرانی عادت کے مطابق بے جا نکتہ چینی کرتے ہوئے اخیر میں لکھتے ہیں:۔

"ہاں البتہ ہم اپنے نفس کے ذمہ دار ہیں سو ہم تمہارے گرشن کی کذب بیانی پر قسم کھانے کو تیار ہیں جس جگہ چاہو ہم سے قسم دلوا لو۔ مگر پہلے یہ شائع کرا دو کہ اس قسم کا کیا نتیجہ ہوگا۔ ہم حلفیہ کہہ دیں گے کہ مرزا غلام احمد کو ہم خدا کی طرف سے مامور نہیں جانتے بلکہ اعلیٰ درجہ کا

جھوٹا، مکار اور فریبی ہے اور اس کی کوئی پیشگوئی خدائی الہام سے نہیں ہے۔ مرزائیو! سچے ہو تو آؤ اور اپنے ساتھ اپنے گرو کو لاؤ۔ وہی میدان عیدگاہ امرتسر تیار ہے جہاں تم ایک زمانہ میں صوفی عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کر کے آسمانی ذلت اٹھا چکے ہو۔ امرتسر میں نہیں تو بٹالہ میں آؤ۔ سب کے سامنے کارروائی ہوگی مگر اس کے نتیجہ کی تفصیل اور تشریح کرشن جی سے پہلے کرا دو اور انہیں ہمارے سامنے لاؤ جس نے ہمیں رسالہ انجام آتھم میں مباہلہ کے لیئے دعوت دی ہوئی ہے کیونکہ جب تک پیغمبر سے فیصلہ نہ ہو سب اُمت کے لیئے کافی نہیں ہو سکتا۔"

اس مضمون میں سے بے حیا طعن و تشنیع چھوڑ کر جس کے جواب کی ضرورت نہیں۔ اصل مطلب کی بات صرف یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ، حضرت مسیح موعودؑ مرزا صاحب کی تکذیب پر ایسا یقین اور ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اس پر خداتعالےٰ کی قسم کھانے کو تیار ہیں اور اس مباہلہ کے واسطے امرتسر یا بٹالہ میں طرفین کا جمع ہونا تجویز کرتے ہیں۔ اس مضمون کے جواب میں مَیں مولوی ثناء اللہ صاحب کو بشارت دیتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے ان کے اس چیلنج کو منظور کر لیا ہے۔ وہ بے شک قسم کھا کر بیان کریں کہ یہ شخص اپنے دعوےٰ میں جھوٹا ہے اور بے شک یہ بات کہیں کہ اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین

اور اس کے علاوہ ان کو اختیار ہے کہ اپنے جھوٹا ہونے
کی صورت میں ہلاکت وغیرہ کے لئے جو عذاب چاہیں۔ خدا
سے مانگیں لیکن خدا کے رسول چونکہ رحیم کریم ہوتے ہیں
اور ان کی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص
ہلاکت اور مصیبت میں نہ پڑے۔ اس واسطے باوجود اس
قدر شوخیوں اور دل آزاریوں کے جو ثناء اللہ سے ہمیشہ ظہور
میں آتی ہیں حضرت اقدسؑ نے پھر بھی اس پر رحم کر کے
فرمایا کہ یہ مباہلہ چند روز کے بعد ہو جب کہ ہماری کتاب
حقیقت الوحی چھپ کر تیار ہو جائے اور امید ہے کہ
بیس پچیس روز تک انشاء اللہ وہ کتاب شائع ہو جاوے گی
اس کتاب میں ہر قسم کے دلائل سلسلہ حقہ کے ثبوت میں خلاصتہً
بیان کئے گئے ہیں اور ڈیڑھ سو سے سوا اس میں نشانات
بھی لکھے گئے ہیں۔ یہ کتاب مولوی ثناء اللہ کو بھیج دی جاویگی
اور وہ اس کو اوّل سے آخر تک بغور پڑھ لے۔ اس
کتاب کے ساتھ ایک اشتہار بھی ہماری طرف سے شائع ہوگا
جس میں ہم یہ ظاہر کر دیں گے کہ ہم نے مولوی ثناء اللہ
کے چیلنج مباہلہ کو منظور کر لیا ہے اور ہم اوّل قسم کھاتے
ہیں کہ وہ تمام الہامات جو ہم نے اس کتاب میں درج کئے
ہیں وہ خدا کی طرف سے ہیں اور اگر یہ ہمارا افترا ہے
تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین ایسا ہی مولوی ثناء اللہ
بھی اس اشتہار اور کتاب کے پڑھنے کے بعد بذریعہ

ایک چھپے ہوئے اشتہار کے قسم کے ساتھ یہ لکھ دیں کہ میں نے اس کتاب کو اوّل سے آخر تک غور سے پڑھ لیا ہے اس میں جو الہامات ہیں وہ خدا کی طرف سے نہیں مرزا غلام احمد کا اپنا افتراء ہے اور اگر میں ایسا کہنے میں جھوٹا ہوں تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور اس کے ساتھ اپنے واسطے اور جو کچھ عذاب وہ خدا سے مانگنا چاہیں مانگ لیں۔ ان اشتہارات کے شائع ہو جانے کے بعد اللہ تعالےٰ خود ہی فیصلہ کر دے گا اور صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا دے گا۔ ہاں اتنی بات ہم اور بڑھا دیتے ہیں کہ ہم خدا سے دعا کریں گے کہ یہ عذاب جو جھوٹے پر پڑے وہ اس طرز کا ہو کہ اس میں کسی انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو باقی رہا یہ امر کہ اس کا نتیجہ کیا ہو گا۔ مولوی ثناء اللہ کو واقف قرآن ہو کر اس امر کے دریافت کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ مباہلہ کی بنیاد جس آیت قرآنی پر ہے اس میں تو صرف لعنۃ اللہ علے الکاذبین ہے اور اس جگہ خدا تعالےٰ نے لعنت کو قائم مقام ان تمام عذابوں اور وبالوں کا کہا ہے جو ایک صادق کی تکذیب میں مکذبین کے لاحق ہوتے ہیں اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ کے متعلق بھی زمانہ بروقت امتحان ان میں سے کسی کو خود دیکھ لے گا۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ مباہلہ کی تاثیر کاذب کے لئے ایک ایسے رنگ میں ظاہر ہو کہ جس کو دیکھ کر

ایک زمانہ بول اُٹھے کہ یہ ایک صادق کی تکذیب کی سزا
ہے معمولی تکلیفات یا مکروہات کا لاحق ہوجانا فی الواقعہ
تاثیر مباہلہ نہیں ہوسکتا۔ مولوی ثناءاللہ جو چاہے اپنے
لئے اپنے کذب کی سزا تجویز کرے لیکن خدا تعالیٰ کسی
کا محکوم نہیں۔ وہ اپنے مصالح آپ سمجھتا ہے انسانی گورنمنٹ
کسی مجرم کو سزا دینے میں مجرم کے منشاء کا لحاظ نہیں کرتی
تو وہ احکم الحاکمین خدا کیوں کسی مجرم کے من چاؤ پورے
کرے۔ فی الواقعہ یہ ایک قسم کی شوخی اور گستاخی ہے
کہ ہم قرآن کریم کی آیت مباہلہ کے بالمقابل تشریحات کے
طالب ہوں۔ البتہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اگر مولوی ثناءاللہ
نے حیلہ جوئی کرکے اس مباہلہ کو اپنے سر سے ٹال نہ دیا
تو اللہ تعالیٰ ضرور مولوی مذکور کے متعلق ایسا ہی نشان ظاہر
کرے گا جو صدق و کذب کی پوری تمیز کرے گا۔ آخر درخواست
کنندگان عرب نے تو اپنے لئے یہ عذاب چاہا تھا کہ ان پر پتھر
آسمان سے برسائے جائیں۔ خدا تعالیٰ نے ان پر عذاب تو
نازل کرکے انہیں ہلاک کردیا لیکن پتھر برسانے کی ضرورت
نہ سمجھی۔ دیکھو سورۃ انفال رکوع ۴ واذقالوا اللّٰھم
ان کان ھذا ھوالحق من عندک فامطر علینا
حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم۔ اور
دراصل مولوی ثناءاللہ جس صورت میں ہمارے کذب پر
علیٰ وجہ البصیرت ایمان رکھتا ہے تو اسے مناسب ہے کہ

جو شرط ہم کریں وہ قبول کرے اور ہم کو کسی گریز (بزعم خود)
کا موقع نہ دے اور وہ منظور کر کے ہم کو اطلاع دے کہ
ہم بروقت تیاری کتاب حقیقت الوحی کا ایک نسخہ اس کو
بغرض مطالعہ بھیج دیں اور ساتھ ہی لکھ دیں کہ کتاب کے
پہنچنے پر وہ اس کو اوّل سے آخر تک بغور پڑھے گا اور
پھر وہ اشتہار مباہلہ میں اعلان کر دے۔ کہ میں قسم کھاتا ہوں کہ
میں نے کتاب حقیقت الوحی کو شروع سے آخر تک پڑھ لیا
ہے اور اس کتاب کے پڑھنے کے بعد بھی مرزا غلام احمد
کو مفتری اور فریبی سمجھتا ہوں اور اس کے تمام الہامات
اور پیشگوئیوں کو افتراء سمجھتا ہوں اور اگر میں ایسا کہنے میں
جھوٹا ہوں تو "لعنۃ اللہ علی الکاذبین" کی آیت
کے ماتحت اللہ تعالےٰ مجھے لا دے۔ امید ہے کہ اب مولوی
ثناء اللہ کو اس خود تجویز کردہ مباہلہ سے گریز کرنے کی راہیں
تلاش کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوگی۔ امرتسر یا بٹالہ میں
مجمع کرنے کی جو تجویز انہوں نے برائے حصول شہرت پیش
کی ہے اس سے بڑھ کر اسی طرح ان کی شہرت ہو جاوے گی
کیونکہ اشتہار کے اندر جو مباہلہ ہوگا وہ تمام دنیا میں شائع
ہو جائے گا۔ امید ہے کہ اب اس کے بعد مولوی صاحب
کوئی نیا عذر نہ گھڑیں گے اور حقیقت الوحی کے ملنے اور اس
کے تمام دکمال پڑھنے کے بعد فوراً مباہلہ کا اشتہار شائع
کر دیں گے۔

مولوی صاحب! اگر آپ نے امرتسر یا بٹالہ کو تجویز کرنے میں گریز کی بنیاد پہلے ہی نہیں رکھی تو پھر کیا حرج ہے کہ تحریر کے ذریعے مباہلہ ہو جائے لیکن اگر آپ اس بات پر ہی راضی ہیں کہ بالمقابل کھڑے ہو کر زبانی مباہلہ ہو تو پھر آپ قادیان آ سکتے ہیں اور اپنے ہمراہ دس تک آدمی لا سکتے ہیں اور ہم آپ کا زادراہ، آپ کے یہاں آنے اور مباہلہ کرنے کے بعد پچاس روپیہ تک دے سکتے ہیں لیکن یہ امر ہر حالت میں ضروری ہوگا کہ مباہلہ ہونے سے پہلے فریقین کے درمیان شرائط تحریر ہو جاویں گے اور الفاظ مباہلہ تحریر ہو کر اس تحریر پر فریقین اور ان کے ساتھ گواہوں کے دستخط ہو جاویں گے اور قادیان آنے کی صورت میں ہم شرط حقیقت الوحی کو بھی ضروری نہیں سمجھتے لیکن یہ ضروری ہے کہ مباہلہ کرنے سے پہلے ہمارا حق ہوگا ہم دو گھنٹہ تک اپنے دعاوی اور ثبوت کی تبلیغ کریں اور مولوی ثناء اللہ خاموشی سے سنتا رہے اور بیچ میں نہ بولے اور بعد میں وہ قسماً ظاہر کریں کہ میں اس تبلیغ کے سننے کے بعد مرزا غلام احمد کے دعاوی کو صحیح نہیں سمجھتا۔ اگر آخر الذکر مباہلہ کو مولوی ثناء اللہ پسند کرے تو جب چاہے وہ آسکتا ہے۔ البتہ آنے سے ایک ہفتہ پہلے ہم کو اطلاع دے اور اس کے قادیان آنے کی صورت میں اس کی جان اور آبرو کے ہم ذمہ دار ہیں"

جواب مندرجہ بالا میں مندرجہ ذیل امور قابل غور ہیں۔ اور حقیقت

اور صداقت تک پہنچنے کے لئے ان کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

اوّل:۔ کہ جواب ہذا میں ۲۲ دفعہ مباہلہ کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ مولوی صاحب کی تحریر سے مباہلہ کا چیلنج ہی سمجھا گیا تھا۔

دوم:۔ مباہلہ سے قبل حضرت مرزا صاحبؑ اتمام حجت ضروری سمجھتے ہیں جیسا کہ قرآن کریم سے مستنبط ہوتا ہے اس کی دو صورتیں حضرت مرزا صاحبؑ نے پیش کیں ایک تو یہ کہ مولوی صاحب موصوف کو کتاب حقیقت الوحی بھجوائی جائے گی جو بیس پچیس روز تک شائع ہونے والی تھی اس کو پڑھ کر اگر مولوی صاحب یہ کہہ دیں کہ اس کے مطالعہ کے بعد بھی وہ اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ (نعوذ باللہ مفتری ہیں تو تحریری مباہلہ ہو جائے گا۔ حضرت مرزا صاحبؑ لکھتے ہیں کہ پہلے وہ اشتہار شائع کر دیں گے جس میں لکھیں گے کہ اگر الہامات مندرجہ حقیقت الوحی خدا کی طرف سے نہیں بلکہ ان کا اپنا افترا ہے تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور اسی طرح بعد میں مولوی صاحب اشتہار شائع کر دیں اور اس میں لکھیں کہ میں حقیقت الوحی کو پڑھنے کے بعد اسی یقین پر قائم ہوں کہ مرزا صاحبؑ (نعوذ باللہ مفتری، مکار، فریبی ہیں اس کے الہامات پیشگوئیاں ہرگز خدا کی طرف سے نہیں اگر میں جھوٹ بولتا ہوں تو آیت لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے ماتحت مجھ پر خدا کا عذاب نازل ہو۔ گو خدا نے تو لعنت کو ان تمام عذابوں اور وباؤں کا قائم مقام قرار دیا ہے جو صادق کی تکذیب کے نتیجہ میں مکذبین پر وارد ہو سکتے ہیں لیکن پھر بھی ثناء اللہ کو اختیار دیا کہ وہ اپنے لئے جو عذاب چاہے خدا سے مانگے۔ یہ اب خدا کی منشاء پر منحصر ہے کہ اس کا مانگا ہوا عذاب نازل کرے یا اپنی مرضی کے مطابق عذاب نازل کرے۔ دوسرا طریق اتمام حجت کے

لیے حضرت مرزا صاحب نے یہ تجویز کیا کہ اگر مولوی صاحب زبانی بالمقابل کھڑے ہو کر ہی مباہلہ کرنا چاہتے ہیں تو قادیان آجائیں اور اپنے ساتھ دس آدمی بھی لے آئیں ہم ان کے آنے جانے کا خرچ ۵۰ روپے تک دے دیں گے اور ان کی عزت و آبرو کے بھی ہم ہی ضامن ہوں گے لیکن اتمام حجت کے لئے ہم ڈیڑھ گھنٹے تک تقریر کے ذریعے اپنی صداقت کے دلائل پیش کریں گے ان کے سننے کے بعد بھی اگر مولوی صاحب اپنی تکذیب پر مُصر رہے تو ان کی خواہش کے مطابق بالمقابل کھڑے ہو کر ہی مباہلہ ہو جائے گا۔

سوم :۔ حضرت مرزا صاحبؑ کے نزدیک ضروری نہیں کہ مباہلہ بالمقابل کھڑے ہو کر ہی کیا جائے تحریری طور پر اشتہاروں کے ذریعہ بھی مباہلہ ہو سکتا ہے اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے حضرت مرزا صاحبؑ نے جواب میں یہی لکھا پہلے وہ اپنا اشتہار شائع کر دیں گے چنانچہ ۱۵ اپریل کو جو حضورؑ نے اشتہار شائع کیا وہ اسی وعدہ کے مطابق شائع کیا۔

چہارم :۔ جواب میں مولوی صاحب سے یہی مطالبہ کیا گیا تھا کہ وہ حضورؑ کے اشتہار شائع ہونے کے بعد اپنا اشتہار شائع کر دیں اور ۱۵ اپریل والے اشتہار کے آخر میں جو یہ لکھا تھا " بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے" وہ اسی شرط کے مطابق تھا جس کا ذکر مذکورہ بالا جواب میں کیا گیا تھا کہ بعد میں مولوی صاحب اپنا اشتہار شائع کر دیں۔ پنجم

پنجم :۔ مولوی صاحب کو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنے کے علاوہ انہیں اختیار ہے کہ اپنے لئے جو عذاب چاہیں مانگیں فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے وہ اپنی مصلحت کے ماتحت جس عذاب میں چاہے گا انہیں

مبتلا کر دے گا لیکن ہوگا ایسا جو صادق اور کاذب میں تمیز کر دے ۱۵ / اپریل والے اشتہار میں جو یہ الفاظ ہیں" اور جو جابجا اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے" اسی امر کی جانب اشارہ کر رہے ہیں جس کا ذکر جواب مذکور میں بالتفصیل کیا جا چکا تھا۔ یہاں اختصار کے ساتھ اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے تفصیل چونکہ پہلے جواب میں موجود تھی اس لئے اب اس کے اعادہ کی ضرورت نہ تھی۔

ششم :۔ جواب میں لکھا گیا تھا کہ فریقین کی طرف سے دونوں اشتہارات شائع ہو جانے کے بعد اللہ تعالےٰ خود ہی فیصلہ کر دے گا اور صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا دے گا ظاہر ہے کہ ایک فریق حضرت مرزا صاحبؑ نے تو حسب وعدہ اپنا اشتہار ۱۵ / اپریل کو شائع کر دیا لیکن دوسرے فریق یعنے مولوی ثناء اللہ نے اپنا اشتہار شائع کرنے سے انکار کر دیا جس کا ثبوت آگے چل کر آئے گا اب جب کہ دونوں فریقوں کی طرف سے اشتہار شائع ہی نہ ہوئے تو اس صورت میں یہ فیصلہ صادر ہوتا تو کس طرح ہوتا کہ کاذب صادق کی زندگی میں ہلاک کیا جاتا حضرت مرزا صاحبؑ نے تو اپنی کتاب" اعجاز احمدی" میں صاف الفاظ میں حتمی طور پر یہی لکھا تھا" اگر اس چیلنج پر وہ (مولوی ثناء اللہ) مستعد ہوئے کہ کاذب صادق کے پہلے مر جائے تو وہ ضرور مریں گے" لیکن مولوی صاحب نے اس طریق فیصلہ کو قبول کرنے سے راہ فرار اختیار کی۔ اس طریق کے مطابق تو خدائی فیصلہ کا صادر کیا جانا مشروط تھا ایک شرط کے ساتھ اور وہ یہ کہ دونوں فریق اس طریق فیصلہ پر متفق ہوں لیکن مولوی ثناء اللہ نے چونکہ اس طریق کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اس کو خلاف شریعت قرار دیا اس لئے اذا فات الشرط فات المشروط کے ماتحت اللہ تعالےٰ نے اس طریق کو چھوڑ

کہ اس طریق کو اختیار کرنا پڑا جسے مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے لئے اور اپنے ہم نواؤں کے لئے حجت قرار دیا۔ تفصیل کا انتظار کریں جو آگے آتی ہے۔

ہفتم :۔ جواب میں یہ بھی واضح کر دیا گیا تھا کہ :۔

"البتہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اگر مولوی ثناء اللہ نے کوئی حیلہ جوئی کر کے اس مباہلہ کو اپنے سر سے نہ ٹال دیا تو پھر اللہ ضرور مولوی مذکور کے متعلق کوئی ایسا ہی نشان ظاہر کرے گا جو صدق و کذب کی پوری تمیز کرے"

مولوی صاحب نے جس بھونڈے طریق سے حیلہ جوئی کر کے اس کو ٹالا اس کا انکار کوئی منصف مزاج نہیں کر سکتا جیسا کہ ان کے جواب سے آپ پر ظاہر ہو جائے گا۔

ہشتم :۔ جواب میں واضح طور پر لکھا ہے :۔

"امید ہے اب اس کے بعد مولوی ثناء اللہ کوئی نیا عذر نہ گھڑیں گے اور حقیقت الوحی کے ملنے اور اس کے تمام و کمال پڑھنے کے بعد فوراً مباہلہ کا اشتہار شائع کر دیں گے"

جواب مذکورہ بالا میں بار بار مولوی صاحب سے اشتہار شائع کرنے کا ہی مطالبہ کیا جا رہا ہے لیکن حضرت مرزا صاحب کے اشتہار کے بعد چنانچہ حضرت مرزا صاحب نے تو حسب وعدہ ۱۵ اپریل کو اپنا اشتہار شائع کر دیا لیکن مولوی صاحب نے شائع کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

نہم :۔ جواب میں یہ بھی مذکور ہے :۔

"مولوی صاحب اگر آپ نے امرتسر یا بٹالہ کو تجویز کرنے میں گریز کی بنیاد

پہلے ہی نہیں رکھی تو پھر کیا حرج ہے کہ تحریر کے ذریعہ مباہلہ ہو جائے"۔

مولوی صاحب نے تحریری مباہلہ کرنے سے انکار کر کے ثابت کر دیا کہ فی الحقیقت انہوں نے گریز کی بنیاد ہی رکھی ہوئی تھی ورنہ تحریری مباہلہ سے انکار کی کیا وجہ تھی ان کو جب حضرت مرزا صاحبؑ کے (نعوذ باللہ) مفتری ہونے پر کامل یقین تھا تو ان کو چاہیئے تھا کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے لئے انکار کی کوئی گنجائش نہ رہنے دیتے اور ان کی تمام شرائط کو تسلیم کر کے میدان مباہلہ میں کود پڑتے۔ مولوی صاحب گو لوگوں کے سامنے اپنے یقین کا کتنا ہی یقین دلانے کی کوشش کریں لیکن ان کے جواب سے حقیقت یہی معلوم ہوتی ہے کہ دل میں وہ خوف زدہ ہی تھے۔

مولوی صاحب نے اہلحدیث کے ۱۲ر اپریل ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں جو جواب دیا گو اس پر تاریخ ۱۹ر اپریل لکھی ہوئی ہے مگر یہ درحقیقت ۱۲ر اپریل کا ہی پرچہ ہے اس کے اقتباسات آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور فیصلہ آپ کے انصاف پر ہی چھوڑتا ہوں (اب قارئین کے سامنے رکھ کر فیصلہ انہی کے انصاف پر چھوڑتا ہوں)

"میں نے آپ کو مباہلہ کے لئے نہیں بلایا بلکہ آپ کے تابعدار مرید ایڈیٹر الحکم نے مجھ کو قسم کے لئے کہا جس کو میں نے منظور کیا ہے افسوس ہے میں نے تو قسم کھانے پر آمادگی ظاہر کی ہے مگر آپ اس کو مباہلہ کہتے ہیںھ جو فریقین مباہلہ پر قسم کھائیں حلف اور قسم تو ہمیشہ ہر روز عدالتوں میں ہوتی ہے لیکن مباہلہ اس کو نہیں کہتے ہیں"۔

ھ [illegible]

جناب غور فرمائیں کہ کیا یہ مباہلہ سے صریح فرار نہیں کیا ایڈیٹر صاحب الحکم کی تحریر میں مباہلہ والی قسم کی دعوت مذکور نہیں تھی اور کیا مولوی صاحب

کے جواب میں صریح طور پر حضرت مرزا صاحبؑ کو مقابل پر نہیں بلایا گیا تھا کیا حضرت مرزا صاحبؑ کے ساتھ فیصلہ کو ہی ان کی ساری جماعت کے لیے حجت نہیں قرار دیا گیا تھا پھر یہ صاف نہیں لکھا تھا کہ امرتسر میں آؤ جہاں پہلے تم عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کر کے ذلت اٹھا چکے ہو کیا مولوی صاحب کی اب یہ صریح غلط بیانی نہیں کہ انہوں نے مباہلہ کے لیے نہیں بلایا بہرحال اپنے اس جواب میں مولوی صاحب نے جو مباہلہ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے "مباہلہ اس کو کہتے ہیں جو فریقین مباہلہ پر قسم کھائیں" اس کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کیونکہ یہ حضرت مرزا صاحبؑ کے ۱۵ر اپریل والے اشتہار کے منشاء کو سمجھنے میں آپ کو ان کی یہ تعریف مدد دے گی مولوی صاحب کے یہ الفاظ "حلف اور قسم تو ہر روز عدالتوں میں ہوتی ہے" ہر منصف مزاج شخص کو دعوت فکر دے رہے ہیں مولوی صاحب کے یہ الفاظ ان کی قلبی کیفیت کو عریاں کر کے دکھلانے کے لیے کافی ہیں کیا اس کے صاف یہ معنی نہیں کہ عدالتوں میں لوگ ہر روز جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں مگر ان پر کوئی عذاب وارد نہیں ہوتا گویا مباہلہ والی قسم سے محض اس لئے گریز کر رہے ہیں کہ وہ جانتے ہیں کہ مباہلہ والی قسم کے نتیجہ میں تو انسان اگر جھوٹی قسم کھائے تو ضرور الٰہی گرفت کے نیچے آتا ہے اور ضرور اس کے عذاب کا مورد بنتا ہے کیا ان کے ان الفاظ سے صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ مولوی صاحب نے جس قسم کھانے کا اظہار کیا ہے وہ عدالتوں والی قسم کے مشابہ قسم ہو گی جس کے متعلق وہ جانتے ہیں کہ اگر اس میں جھوٹ سے بھی کام لیا جائے تو کوئی حرج کی بات نہیں کیونکہ اس میں تو انسان باوجود جھوٹ بولنے کے بھی الٰہی عذاب کا مورد نہیں بنتا انا للہ وانا الیہ راجعون

اس ذہنیت پر جس قدر بھی ماتم کیا جائے تھوڑا ہے عالم دین کہلا کر اس قسم کے حیلوں سے کام لینا کس قدر افسوس کا مقام ہے اس کے بعد مولوی صاحب لکھتے ہیں :- "پس ہوش سے سنئے اور مخلوق کو دھوکہ نہ دیجئے میں نے جو کہا ہے وہی کہئے اپنے معمولی کذب سے کام نہ لیجئے یہ نہیں کہ میں آپ سے مباہلہ کرنے سے ڈرتا ہوں معاذ اللہ جب میں آپ کو محض خدا کے واسطے ایک مفسد اور دجال جانتا ہوں نہ اب بلکہ سالہا سال سے تو میں آپ کے مباہلہ سے کیونکر ڈر سکتا ہوں یہ تو نہیں بلکہ آپ کو راست گوئی کا سبق دیتا ہوں"

معترض صاحب اور قارئین کرام دیکھ لیں کہ ایک طرف تو مولوی صاحب کھلے کھلے طور پر مباہلہ کرنے سے بھاگ بھی رہے ہیں لیکن ساتھ ہی لوگوں پر یہ اثر بھی ڈالنے جاتے ہیں کہ وہ مباہلہ کرنے سے بالکل نہیں ڈرتے کیونکہ وہ سالہا سال سے آپ کو (نعوذ باللہ) مفسد اور دجال یقین کرتے ہیں مولوی صاحب کو اگر ایسا ہی یقین ہے اور اس کے اظہار پر وہ سچ سے کام لے رہے ہیں تو ان کو بالمقابل قسم کھانے اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین لکھنے میں کیا چیز روک رہی ہے اللہ تعالے کے ہاتھ میں فیصلہ دینے سے وہ کیوں گریز کر رہے ہیں کیا یہ طریق ان کا صاف دلالت نہیں کر رہا کہ ان کا دل مباہلہ کرنے سے اندر ہی اندر خائف ہے اور وہ یقین رکھتے ہیں کہ مباہلہ کیا نہیں اور الٰہی عذاب میں گرفتار ہوئے نہیں۔

برادرم آپ اس بات کو یاد رکھیں کہ مولوی صاحب نے اس تحریر میں لوگوں کو یہی تاثر دیا ہے کہ وہ مباہلہ پر تیار ہیں اور اس سے بالکل نہیں ڈرتے اس کے بعد اپنے بیان کو مزید زوردار بنانے ہوئے لکھتے ہیں "پس میں نے جو کہا ہے وہی میری طرف نسبت کیجئے دروغ گوئی

سے کام نہ لیجئے میں نے حلف اٹھانا کہا ہے (عدالتوں والی حلف۔ ناقل) مباہلہ نہیں کہا (دیکھ لیجئے مباہلہ سے صاف انکار ہے۔ ناقل) نہ میں نے آپ کو دعوت دی ہے بلکہ آپ کی دعوت کو منظور کیا ہے (حضرت مرزا صاحب کو امرتسر بلانے اور الٰہی سے فیصلہ کرنے کی دعوت کیا دعوت نہیں تھی۔ ناقل) نہ میں نے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنا لکھا تھا (دیکھ لیجئے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنے سے کس قدر گھبراہٹ کا اظہار ہے وہ تو صرف عدالتوں والی حلف اٹھانے کے قائل ہیں ناقل) قسم اور ہے مباہلہ اور ہے قسم کو مباہلہ کہنا آپ جیسے راست گوؤں کا ہی کام ہے نہ کسی اور کا"

حضرت مرزا صاحبؑ کے جواب سے جیسا کہ ظاہر ہے آپ مباہلہ سے قبل اپنے مدمقابل پر اتمام حجت کرنا ضروری سمجھتے تھے کیونکہ قرآن کریم کا ہی ارشاد ہے جس کے لئے جیسا کہ میں اوپر ذکر کر آیا ہوں آپ نے دو طریق پیش کئے ایک اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کا بالاستیعاب پڑھ لینا دوسرا دو گھنٹہ تقریر کے ذریعہ اپنی صداقت کے دلائل سنانا مولوی صاحب نے ان دو طریقوں کو بھی ٹھکرا دیا جب کہ ان کے مندرجہ ذیل بیان سے ظاہر ہے لکھتے ہیں:-

"نمبرے میں جو آپ دلائل سنانے کا وعدہ دیتے ہیں کیا اس قسم کے وعدے آپ نے پہلے نہیں کئے تھے کیا آپ کو یاد نہیں کہ شروع شروع میں آپ نے اپنی کتاب ازالہ اوہام کے انتظار کرنے کے لئے کیسے کیسے اشتہارات شائع کئے تھے مگر جب وہ نکل آیا تو کیا نکلا وہی بقول شخصے جو چیرا تو ایک قطرہ خون نہ نکلا"

اس تحریر کا مطلب واضح ہے کہ آپ کے دلائل اس قابل نہیں کہ ان کی طرف توجہ دی جائے اور انہیں قابل التفات سمجھا جائے کیونکہ آپ کے دلائل

تو ہم پہلے سُن ہی چکے ہیں ان میں قطعاً کوئی جان نہیں ہوتی وہ تو اس شعر کے مصداق ہوتے ہیں" جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا" اس لئے ان کو سننے کی کیا ضرورت ہے۔

کتاب حقیقت الوحی کے متعلق لکھتے ہیں" جب کتاب آپ کی نکلے گی اس کا جواب بھی دیا جائے گا" ان الفاظ کا مطلب بھی واضح ہے کہ مولوی صاحب کتاب حقیقت الوحی کو اس نیت سے نہیں پڑھیں گے کہ اگر اس میں کوئی سچائی ہے تو اسے قبول کرلیں گے بلکہ اس کا جواب دینے کی نیت سے اس کو پڑھیں گے گویا پڑھنے سے پہلے ہی فیصلہ کرلیا ہے کہ اس کی تردید کرنی ہے۔ مولوی صاحب کے تقوے کا یہ حال ہے حالانکہ قرآن کریم کا ارشاد تو یہ ہے کہ کسی بات کو سنتے ہی ردّ نہ کردیا کرو بلکہ اس پر غور کرو اگر وہ قابل قبول ہو تو اسے قبول کرلو جیساکہ فرمایا:۔

تکو نوا اوّل کافر بہ۔

پھر لکھتے ہیں:" نمبرا میں آپ فیصلہ کے منتظر ہیں کیا ابھی آپ کا اور آپ کے مخالفوں کا فیصلہ نہیں ہوا۔ اگر نہیں ہوا تو پھر آپ کے دجّال کذاب مردود وغیرہ ہونے میں کیا شک ہے"۔

اس تحریر سے بھی عیاں ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحبؑ کو اتمام حجت کا موقعہ دینے کے لئے تیار نہیں حالانکہ جس دعا کا مولوی صاحب نے ذکر کیا ہے اور جس میں خدا سے ایک خاص مدت میں ایک نشان طلب کیا گیا تھا وہ نشان تو مقررہ مدت میں ظاہر ہو چکا تھا مگر مولوی صاحب نے کتمان حق سے کام لیتے ہوئے اس کو چھپایا ہے بہرحال اس وقت یہ امر زیر بحث نہیں اس لئے میں اس کی تفصیل کو چھوڑتا ہوں۔

حقیقت الوحی کے متعلق پھر دوبارہ لکھا ہے :-
"یہ ایک نئی تجویز ہے جب کتاب چھپ کر ہمارے پاس آئے گی تو اس وقت اس کا جواب دیا جائے گا۔"
اس تحریر میں بھی جواب دینے پر ہی زور ہے یہ نہیں کہ اگر اس میں سچائی ہوئی تو اسے قبول کر لیا جائے گا۔ دلائل کے متعلق بھی دوبارہ لکھتے ہیں :- نمبر ۲۸ - بے شک اپنی سچائی کے دلائل سنائیے لیکن یہ تو بتلائیے کہ وہ دلائل ایسے ہی ہوں گے جو آج تک آپ نے تمام ملک میں شائع کئے ہیں جن کا خلاصہ صرف یہ ہے ؎

قلم تیرا ہوا جب آشنا گوہر فشانی سے
عبارت کو سبکدوشی ہوئی بار معانی سے

دیکھ لیجئے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے دلائل کو کس استخفاف کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں حضرت مرزا صاحبؑ تو یہ لکھ رہے ہیں کہ میرے دلائل کو سن کر بھی اگر آپ اپنے اسی یقین پر قائم رہیں کہ میں (نعوذ باللہ) فی الحقیقت ایسا ہی مفتری ہوں جیسا آپ مجھے سمجھ رہے ہیں اور جس کا اظہار آپ ہمیشہ کرتے رہتے ہیں تو اسی وقت مباہلہ ہو جائے گا کیونکہ ارشاد خداوندی کی تعمیل میں میں اپنی طرف سے فریضہ اتمام حجت ادا کر چکا ہوں گا لیکن مولوی صاحب یہ جانتے ہوئے کہ حضرت مرزا صاحبؑ اللہ تعالیٰ سے اپنا یہ عہد شائع کر چکے ہوئے ہیں کہ آئندہ آپ کسی سے مباحثہ نہیں کریں گے مباحثہ کی طرح ڈال رہے ہیں اور لکھتے ہیں کہ "ازالہ اوہام میں آپ نے مباہلہ سے مباحثہ ہونا ضروری لکھا ہے پس حسب تجویز آپ کے میں آپ سے مباحثہ بھی کروں گا۔" مولوی صاحب اچھی طرح جانتے تھے کہ

ازالہ اوہام حضورؑ کی بالکل ابتدائی کتاب ہے اس وقت مباحثہ نہ کرنے کا کوئی عہد آپ کی طرف سے شائع نہ ہوا تھا کیونکہ ابتدائی زمانہ تھا اس لئے اس وقت تو مباحثات ہی ضروری تھے کیونکہ وہ زمانہ ایسا تھا کہ اس میں لوگوں کو مباحثات کے ذریعہ ہی تسلی کرانی ضروری تھی مگر جب کافی مباحثات ہو چکے تو پھر آپ نے ارشاد خداوندی کے ماتحت اس سلسلہ کو بند کر دیا۔ اب اپنے الہام کے خلاف مولوی صاحب کو مباحثہ کی اجازت کس طرح دے سکتے تھے مولوی صاحب اگر مباہلہ کرنے پر آمادہ تھے تو اگر حضرت مرزا صاحبؑ کے پیش کردہ دلائل ان کی تسلی کا موجب نہ ہوتے تو حضرت مرزا صاحب کی تجویز کے مطابق مباہلہ کر لیتے اس میں کیا روک تھی۔

خلاصہ کلام یہ کہ مولوی صاحب اپنے جواب میں ایک طرف مباہلہ کرنے سے آمادگی کا اظہار بھی کرتے ہیں اور دوسری طرف مباہلہ سے فرار کی راہیں بھی اختیار کرتے جاتے ہیں لیکن لوگوں پر یہ اثر بھی ڈالتے جاتے ہیں کہ مرزا صاحبؑ فیصلہ کی راہ سے فرار کر رہے ہیں اور ساتھ ہی دلائل سننے کی بھی ضرورت نہیں سمجھتے جن کا سننا شریعت کی رُو سے ضروری تھا کیونکہ حضرت مرزا صاحبؑ تو دنیا کو قرآن پر چلانے کے لئے ہی مبعوث ہوئے تھے اس لئے وہ خود کس طرح قرآن شریف کی ہدایت کے خلاف جا سکتے تھے اب حضرت مرزا صاحبؑ کے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں رہا تھا جس سے وہ لوگوں پر جو مولوی صاحب کی تحریر سے غلط اثر پڑ رہا تھا اس کو زائل کر سکیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے مباہلہ کی اجازت

پس حضرت مرزا صاحب کے پاس اس کا ایک ہی علاج تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے التجا کریں کہ وہی اس مشکل کو حل کرنے کی کوئی راہ بتلائے

چنانچہ مولوی صاحب کے جواب آنے پر جو ۱۳ اپریل کو ملا اس تاریخ کی آنے والی رات کو جو ۱۴ اپریل کی رات کہلاتی ہے حضرت مرزا صاحب نے توجہ سے دعا کی جس پر الہام ہوا۔ "اجیب دعوۃ الداع" یعنی تم مباہلہ میں جو دعا کرو گے میں اسے قبول کرلوں گا کیونکہ سلسلہ مباہلہ کا ہی چل رہا تھا پس یہ الہام اسی دعا کے متعلق ہی ہو سکتا تھا جو مباہلہ کے روز بالمقابل حضورؑ نے کرنی تھی اس بات کا ثبوت کہ حضور کے توجہ کرنے پر ہی یہ الہام ہوا حضورؑ کا مندرجہ ذیل بیان ہے جو حضورؑ نے ۱۴ اپریل کو احبابِ قادیان کے سامنے دیا اور جو ۲۵ اپریل کے بدر میں شائع ہوا۔

یاد رکھئے کہ یہ ۱۴ اپریل ۱۹۰۷ء کی ڈائری ہے جو ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے بدر میں صفحہ ۷ کالم ۲ میں شائع ہوئی۔ اس میں فرمایا:۔

"یہ زمانہ کے عجائبات ہیں رات کو ہم سوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ اچانک ایک الہام ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے کوئی ہفتہ عشرہ نشان سے خالی نہیں جاتا۔ ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا کہ "اجیب دعوۃ الداع" صوفیاء کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہی ہے باقی سب اس کی شاخیں ہیں۔"

اس میں جو یہ ذکر ہے کہ "ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے" یہ ان تحریروں کے متعلق ہے جو اشتہار ۱۵ اپریل سے قبل لکھی گئیں کیونکہ یہ بات تو آپ نے ۱۴ اپریل کو فرمائی اور اشتہار مباہلہ ۱۵ اپریل کو لکھا گیا اس لئے یہ تحریر اس

اشتہار کے متعلق تو ہو نہیں سکتی۔ گویا یہ الہام حضرت مرزا صاحبؑ کو اس بات کا یقین دلانے کے لیئے تھا کہ مولوی ثناء اللہ پر اتمام حجت ہو چکا ہے۔ مزید دلائل دینے کی ضرورت نہیں۔ اب تمہیں اجازت ہے کہ لوگوں کو اس مغالطہ سے نکالنے کے لیئے جس میں مولوی ثناء اللہ نے لوگوں کو ڈالا ہُوا ہے کہ وہ تو مباہلہ کے لیئے تیار ہیں لیکن مرزا صاحب ہی مباہلہ سے بھاگ رہے ہیں اپنے وعدہ کے مطابق دعا مباہلہ شائع کردیں۔ مَیں ثناء اللہ کے مقابل تمہاری دعا کو قبول کرلوں گا چنانچہ اسی الہام کی بناء پر جو ۱۴ راپریل ۱۹۰۷ء کی رات کو ہُوا حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنے وعدہ کے مطابق کہ پہلے آپ اپنا اشتہار شائع کریں گے ۱۵ راپریل کو اپنا اشتہار شائع کردیا اور اس میں وہ قسم بھی کھالی جس کے کھانے کا وعدہ کیا ہُوا تھا چنانچہ اشتہار کی ابتدا ہی قسم سے کی گئی ہے فرماتے ہیں:۔ "یستنبؤنک احق ھو قل ای وربی انہ لحق یعنے لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ یہ جو تم الہامات شائع کرتے ہو کیا یہ حق ہیں ان کو کہہ دے ہاں ہاں مجھے اپنے ربّ کی قسم یہ حق ہیں"

اشتہار میں اس بات کی صراحت بھی موجود ہے کہ دعا مباہلہ شائع کرنے کی غرض ہی یہی تھی کہ لوگوں کو مغالطہ سے نکالا جائے چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"اور دُور دُور ملکوں تک میری نسبت (ثناء اللہ نے ناقل) یہ پھیلا دیا ہے کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے

اپنے ہاتھ سے بنائی ہے اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور مولوی ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر آمین ثم آمین ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین ۔ آمین

برادرم! دیکھ لیں (اب قارئین کرام بھی دیکھ لیں) کہ اس دعا میں سچے فیصلہ کے لئے ہی خدا سے درخواست کی گئی ہے حضرت مرزا صاحبؑ کے ذہن میں یہی تھا کہ مباہلہ کی صورت میں تو قرآنی آیت لعنۃ اللہ علے الکاذبین کے ماتحت فیصلہ کی راہ خدا کی طرف سے یہی بتلائی گئی ہے کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں یا موت کا شکار ہوتا ہے یا کسی اور سخت آفت میں مبتلا ہوتا ہے اس لئے انہوں نے تو قرآنی آیت کے ماتحت انہی دو صورتوں کا ہی ذکر کرنا تھا اور انہی دو صورتوں کا آپ نے ذکر کیا لیکن مولوی ثناء اللہ نے جیسا کہ ان کے جواب سے ظاہر ہوتا ہے فیصلہ کے لئے کوئی اور صورت پیش کی اور اس کی بناء بھی قرآن شریف پر ہی رکھی اور اس کی تائید میں قرآنی آیات پیش کیں اور اسی صورت کو انہوں نے اپنے لئے اور اپنی جماعت کے لئے حجت قرار دیا ۔ اور کھلم کھلا اعلان کیا کہ وہ اور ان کی جماعت تبھی خوش ہوں گے جب کہ خدا تعالیٰ حضرت مرزا صاحبؑ اور ان کے درمیان فیصلہ کے لئے انہی کی پیش کردہ صورت کو اختیار کرے گا یعنی سچا مدعی جھوٹے کی زندگی میں ہی مرجائے اور اس کے بالمقابل مسیلمہ کذاب کی طرح جھوٹا اور مفسد اور کذاب زندہ رہے چونکہ یہ لوگ فیصلہ کی اسی صورت کو اپنے لئے حجت قرار دیتے تھے اور

حضرت مرزا صاحب کی پیش کردہ صورت کو اپنے لئے حجّت قرار دینے سے انکار کرتے تھے اس لیئے اللہ تعالیٰ نے ان پر اتمام حجت کرنے کے لئے اور حضرت مرزا صاحبؑ کو سچا ثابت کرنے کے لیئے اسی طریق فیصلہ کو اختیار کیا جو انہوں نے قرآن شریف کی رُو سے پیش کیا تھا یعنی حضرت مرزا صاحبؑ کو وفات دے کر حضورؑ کو سچا ثابت کر دیا اور ثناء اللہ کو زندہ رکھ کر مفسد اور کذّاب اور مسیلمہ کذّاب کا مثیل ثابت کر دیا۔ اسی طرح فریقین کے درمیان سچا فیصلہ ہو گیا۔ صادق نے فوت ہو کر اپنا صادق ہونا ثابت کر دیا اور جھوٹے نے زندہ رہ کر اپنا جھوٹا ہونا ثابت کر دیا حضرت مرزا صاحب کی دعا کا یہی مقصد تھا جو پورا ہو گیا۔ یہ بھی یاد رہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کی وفات بالکل ان کے اپنے الہامات کے ماتحت ہوئی اگر تفصیل چاہیں گے تو وہ بھی عرض کر دی جائے گی۔

دُعا کا دعائے مباہلہ ہونے کا ثبوت

برادرم! حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنے ۱۵ اپریل والے اشتہار میں جو دعائیں کی ہیں ان کو عام دعائیں سمجھنا خطرناک غلطی ہے (اس بات کو اب دیگر قارئین کرام بھی نوٹ کر لیں) وہ عام دعاؤں کی طرح دعائیں نہیں بلکہ مباہلہ کی دعائیں ہیں جس کا سب سے بڑا اور یقینی ثبوت ان دعاؤں کے پس منظر پر غور کرنے سے مل جاتا ہے اس کا پس منظر تو یہی ہے کہ اس سے قبل مباہلہ کا ہی سلسلہ چل رہا تھا ایڈیٹر صاحب الحکم نے مولوی ثناء اللہ کو حضرت مرزا صاحبؑ کی قسم کے بالمقابل قسم کھانے کی دعوت دی اس کا نام جیسا کہ خود مولوی صاحب نے تسلیم کیا مباہلہ ہی ہوتا ہے کہ فریقین بالمقابل قسم کھائیں مولوی صاحب نے اس دعوت کو قبول کیا اور حضرت مرزا صاحبؑ کو مباہلہ کے لیئے امرتسر یا بٹالہ میں بلایا

حضرت مرزا صاحبؑ نے دعوت مباہلہ قبول کرتے ہوئے اوّل تو بذریعہ تحریر مباہلہ کو ترجیح دی ورنہ مولوی صاحب کو لکھا کہ قادیان میں آکر دو گھنٹے دلائل سُن لیں اور اگر اس کے بعد بھی مخالفت پر مُصر رہیں تو مباہلہ ہو جائے مولوی صاحب نے مباہلہ سے انکار کرتے ہوئے حضرت مرزا صاحبؑ کی دونوں تجویزوں کو ٹھکرا دیا لیکن ساتھ ہی لوگوں کو یہ تاثر دیا کہ وہ مباہلہ کے لئے تیار بھی ہیں

حضرت مرزا صاحبؑ نے باقی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے مباہلہ پر ان کی آمادگی کو دیکھ کر خدا سے دعا کی کہ اس معاملہ میں کیا کیا جائے یہ شخص نہ کتاب پڑھنے پر آمادہ ہوتا ہے اور نہ ہی زبانی دلائل سننے کے لئے تیار ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ نے دعائے مباہلہ شائع کرنے کی اجازت دے دی پس ان حالات میں حضرت مرزا صاحبؑ نے دعائے مباہلہ ہی شائع کرنی تھی نہ کہ مطلق عام دُعا کیونکہ مباہلہ والی دُعا کے شائع کرنے کا ہی آپ نے وعدہ کیا ہُوا تھا اس لئے عام دعا آپ کس طرح کر سکتے تھے اب جب یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت مرزا صاحبؑ کی دُعا دعائے مباہلہ ہی تھی تو اس کا اثر لازماً اسی وقت ظاہر ہو سکتا تھا جب فریق مقابل یعنی مولوی ثناء اللہ بھی مباہلہ کو منظور کر کے اپنی دعا شائع کر دیتا

دوسرا ثبوت :۔ دوسرا ثبوت اس کا یہ ہے کہ اس اشتہار کے آخر میں حضرت مرزا صاحبؑ نے تحریر فرمایا ہے ہے" بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچے میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے "

اگر یہ مباہلہ کی دُعا نہ ہوتی بلکہ عام دعاؤں کی طرح ہوتی تو مولوی ثناء اللہ

صاحب سے کچھ لکھوانے کی کیا ضرورت تھی حضرت مرزا صاحبؑ اپنے مخالفوں کے مقابل میں پہلے بھی دعائیں کرتے رہے ہیں لیکن کبھی کسی مخالف کو یہ نہیں کہا کہ ان کی دعا کے نیچے جو چاہے لکھ دے۔

مولوی ثناء اللہ کو جو ایسا کرنے کے لئے لکھا ہے تو اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ اس کے ساتھ مباہلہ کا ہی تذکرہ چل رہا تھا۔ اب جب تک وہ بالمقابل مباہلہ کی دُعا شائع نہ کرے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسا فیصلہ کس طرح صادر ہو سکتا تھا جو مباہلہ کی صورت میں ہُوا کرتا ہے یاد رہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے اس سے قبل بھی یہی لکھا تھا پہلے مَیں بذریعہ اشتہار اپنی حلف مباہلہ شائع کروں گا اس کے بعد مولوی ثناء اللہ بذریعہ اشتہار اپنی حلف مباہلہ شائع کر دے سو اسی کی طرف حضورؑ نے اپنے مندرجہ بالا الفاظ میں اشارہ کرتے ہوئے مولوی صاحب سے حلف مباہلہ شائع کرنے کا مطالبہ کیا۔

تیسرا ثبوت:۔ تیسرا ثبوت اس امر کا کہ دعا مندرجہ اشتہار ۱۵ اپریل دعائے مباہلہ ہی تھی یہ ہے کہ خود مولوی ثناء اللہ نے بھی اسے دعائے مباہلہ ہی تسلیم کیا ہُوا ہے چنانچہ وہ اپنے رسالہ "مرقع قادیانی" بابت ماہ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۸ میں لکھتے ہیں:۔ "ناظرین آگاہ ہوں گے کہ قادیانی کرشن نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو میرے ساتھ مباہلہ کا اشتہار شائع کیا تھا" افسوس مولوی صاحب نے اس کے ساتھ یہ نہ لکھا کہ وہ مرد میدان بن کر مقابلے میں مباہلے کے لئے نہ نکلے دیانت داری کا تقاضا تو یہ تھا کہ اس کے ساتھ اس کا بھی ذکر کر دیتے سی طرح جب ایک سال اس اشتہار پر گذر گیا تو مولوی صاحب نے انصاف اور دیانت داری کو بالائے طاق رکھتے ہوئے یہ لکھ دیا۔

"اس بات کا مرزا صاحب کو صاف اقرار ہے کہ اس مباہلہ میں خاکسار

کو نہ موت آئی اور نہ موت جیسی مصیبت پہنچی۔ ورنہ اگر خدانخواستہ مجھے بھی مباہلہ کے اعلان سے لے کر آج تک کوئی ایسی تکلیف پہنچتی یا کوئی مصیبت آتی۔" پھر لکھتے ہیں :۔

"مگر اس وقت جو خاموشی اس مرزائی پارٹی پر باوجود میعاد مباہلہ کامل ایک برس گذرنے کے طاری ہے مرزائی جماعت کے جوشیلے ممبرو! اب کس وقت کے منتظر ہو تمہارے پیر مغاں کا مقرر کردہ مباہلہ کا وقت گذر گیا۔" تعجب ہے کہ باوجود مباہلہ سے انکار کے مولوی صاحب میعاد گذرنے پر حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کے نعوذ باللہ کذب ہونے پر استدلال کر رہے ہیں۔ اسی طرح "مرقع قادیانی" بابت ماہ دسمبر ۱۹۰۸ء میں لکھتے ہیں :۔

"ناظرین کو معلوم ہوگا کہ مرزا جی نے میرے ساتھ مباہلہ کا ایک طولانی اشتہار دیا تھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ میں اور مرزا جی جھوٹا سچے کی زندگی میں مریگا یا موت کے برابر اس کو تکلیف پہنچے گی سو الحمد للہ یہ مباہلہ حضرت مرزا صاحب ہی پر پڑا کہ ان کا پیارا بیٹا جس کی شادی کو پندرہ روز ہی گذرے تھے ۱۶ ستمبر ۱۹۰۸ء کو مر گیا جس سے مرزا صاحب پر غم و الم کے سخت پہاڑ ٹوٹ پڑے۔" (یہ تو مولوی صاحب کی صریح غلط بیانی ہے کہ جس سے مرزا صاحبؑ پر سخت غم و الم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے اس موقعہ پر عظیم الشان ماموروں کی طرح صبر کا بہترین نمونہ دکھلایا۔ ناقل) یہ لڑکا بھی حضورؑ کی پیشگوئی کے مطابق بچپن میں ہی فوت ہوا جس کی خبر اس کی پیدائش پر ہی دی گئی تھی کہ وہ بچپن میں ہی فوت ہوگا تعجب ہے ایک طرف تو مولوی صاحب مباہلہ کی میعاد صرف ایک سال تسلیم کرتے ہیں لیکن جب ان کا لڑکا مباہلہ کے ایک سال اور ۵ مہینے کے بعد فوت ہوتا ہے تو اس کا مباہلہ کا اثر ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں مباہلہ کی میعاد اگر ایک

مباہلہ بفرضِ محال تسلیم بھی کر لیا جائے کیونکہ مباہلہ تو وہ مولوی صاحب کے انکار کی وجہ سے رہا ہی نہ تھا تو ایک سال ہوتی ہے اس میعاد میں اگر اس کا اثر ظاہر نہیں ہوا تو اس کے بعد کسی کی موت مباہلہ کا اثر کس طرح کہلا سکتی ہے آخر موت فوت تو سب کے ساتھ لگی ہوئی ہے بعد میں کسی نہ کسی وقت تو کسی نے مرنا ہی ہے اور حضرت مرزا صاحبؑ کے اس لڑکے کی موت تو خود ان کی صداقت پر زبردست نشان تھی کیونکہ اس کی پیدائش پر ہی یہ پیشگوئی شائع کر دی گئی تھی کہ یہ بچپن میں فوت ہو جائے گا چنانچہ اس کے مطابق ہی وہ نو برس کی عمر تک پہنچنے سے قبل ہی فوت ہو گیا اس کے علاوہ یہ بات بھی ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنے پندرہ اپریل والے اشتہار میں جو دعائے مباہلہ شائع کی تھی اس میں اپنے لڑکوں کو قطعاً شامل نہیں کیا تھا صرف اپنی ذات کو ہی پیش کیا تھا باوجود اس کے آپ کے کسی لڑکے کے فوت ہو جانے کو مباہلہ کا اثر قرار دینا حد درجے کی حق پوشی اور بد دیانتی ہے لیکن ان سب باتوں کے علاوہ مولوی صاحب نے تو مباہلہ کو منظور ہی نہیں کیا تھا پھر اس کے اثر کی توقع کس طرح کی جا سکتی تھی باوجود مباہلہ کو منظور نہ کرنے کے اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنا اگر تقوے کا منہ چڑانا نہیں تو اور کیا ہے۔

چوتھا ثبوت چوتھا ثبوت مولوی ثناء اللہ کا وہ جواب ہے جو انہوں نے ۱۵ اپریل والے اشتہار کا اپنے اخبار اہلحدیث کے ۲۶ اپریل والے پرچے میں دیا جس کے مندرجہ ذیل اقتباسات کو آپ کے (اور اب تمام قارئین کرام کے) غور کے لئے پیش کرتا ہوں :" اس ساری لمبی چوڑی تحریر کا جو شیطان کی آنت سے بھی زیادہ طویل ہے خلاصہ یہ ہے کہ کرشن جی دعا کرتے ہیں کہ جھوٹا سچے سے پہلے طاعون ہیضہ وغیرہ سے مر جائے اس جواب میں آپ نے کس طرح دجل اور فریب سے کام لیا ہے اوّل یہ کہ اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع

کر دیا دوم یہ کہ اس مضمون کو بطور الہام کے شائع نہیں کیا بلکہ یہ کہا ہے کہ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر تم مر گئے تو تمہارے دام افتادہ "خس کم جہاں پاک" کہہ کر یہ عذر کریں گے کہ حضرت صاحب کا یہ الہام نہیں تھا بلکہ محض دعا تھی یہ بھی کہہ دیں گے کہ دعائیں تو بہت سے نبیوں کی بھی قبول نہیں ہوئیں دیکھو حضرت نوحؑ کی دعا قبول نہ ہوئی سوم یہ کہ میرا مقابلہ تو آپ سے ہے اگر میں مر گیا تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہو سکتی ہے جبکہ (بقول آپ کے) مولوی غلام دستگیر قصوری مرحوم مولوی اسماعیل علیگڑھی مرحوم اور ڈاکٹر ڈوئی امریکن اسی طرح مر گئے تو کیا لوگوں نے آپ کو سچا مان لیا ہے؟ ٹھیک اسی طرح اگر یہ واقعہ بھی ہو گیا تو کیا نتیجہ چہارم آپ نے بڑی چالاکی یہ کی کہ دیکھا ان دنوں طاعون کی شدت ہے خصوصاً صوبہ پنجاب میں سب صوبوں سے زیادہ ہے بالخصوص پنجاب کے دار السلطنت لاہور میں جو امرتسر سے بہت قریب ہے یہ کیفیت ہے کہ مردوں کا اٹھانا مشکل ہو رہا ہے ایسی صورت میں ہر ایک شخص طاعون سے خائف ہے اور کوئی آج اگر ہے تو کل کا اعتبار نہیں اور دیکھتے ہیں بھی ایسا ہی آیا ہے کہ وہ ہے تو یہ نہیں یہ ہے تو وہ نہیں پنجم تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی کیونکہ مسلمان تو طاعون کو بموجب حدیث شریف کے ایک قسم کی شہادت جانتے ہیں پھر وہ کیوں تمہاری دعا پر بھروسہ کر کے طاعون زدہ کو کاذب جانیں گے ششم آپ نے ایک چالاکی یہ کی کہ پہلے تو صرف طاعون یا ہیضہ سے موت کی دعا کی مگر اخیر میں یہ بھی کہہ دیا کہ یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر ہفتم آپ نے پہلے اپنے گذشتہ مضمون بجواب اہلحدیث ۱۹ اپریل کے فقرہ ۸ میں لکھا تھا کہ ۸ "خدا کے رسول چونکہ رحیم کریم ہوتے ہیں اور ان کی ہر وقت یہ خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت میں

نہ پڑے " مگر اب کیوں آپ میری ہلاکت کی دُعا کرتے ہیں مختصر یہ کہ میں تمہاری درخواست کے مطابق حلف اٹھانے کو تیار ہوں اگر تم اس حلف کے نیچے سے مجھے اطلاع دو اور یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے "

ان اقتباسات میں نمبر اوّل قابل غور ہے جس میں مولوی صاحب کہتے ہیں اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کر دیا اگر مولوی صاحب اس دعا کو مباہلہ کی دعا نہیں سمجھتے تھے بلکہ مطلق عام دُعا ہی سمجھتے تھے تو ان کی منظوری لینے یا نہ لینے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا منظوری لینے کی ضرورت تو مباہلہ کی صورت میں ہی پیدا ہو سکتی تھی اپنے جواب کے ۲ میں مولوی صاحب تسلیم کرتے ہیں یہ دعا کسی الہام یا وحی کی بناء پر کوئی پیشگوئی نہ تھی یہ درست ہے کہ یہ پیشگوئی نہ تھی پس اس حالت میں یہ کیوں ضرور پوری ہوتی یہ تو صرف مباہلہ کی دعا تھی جس نے اسی وقت پورا ہونا تھا جب مولوی صاحب بھی بالمقابل لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہہ کر قسم کھا لیتے جس کو کھانے سے مولوی صاحب نے صاف انکار کر دیا ۲ میں لکھتے ہیں میرا مقابلہ تو آپ سے ہے اگر میں مر گیا تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہو سکتی ہے یہ الفاظ بتلا رہے ہیں کہ مولوی صاحب دل میں ڈر رہے ہیں کہ اگر انہوں نے حضرت مرزا صاحبؑ کے تجویز کردہ طریق مباہلہ کو منظور کر کے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنے کے ساتھ دعائے مباہلہ شائع کر دی تو ان کی موت یقینی ہے ۲ میں لکھتے ہیں آج کل پنجاب میں طاعون پھیلی ہوئی ہے ہر شخص اس سے خوفزدہ ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ اس بات پر ایمان نہیں رکھتے کہ ان کے حق پر ہونے کی صورت میں خدا ان کو طاعون کی موت سے بچا لینے پر قادر ہے اور وہ ضرور انہیں سچا ثابت کرنے کے لئے طاعون سے محفوظ رکھے گا کیا پنجاب میں طاعون کا پھیلا ہوا ہونا انہی پر اثر انداز ہو سکتا تھا۔

ان کے فریق مقابل یعنی حضرت مرزا صاحبؑ پر اس کا اثر نہیں پڑ سکتا تھا وہ تو اس سے
خوف زدہ نہیں ہوئے مولوی صاحب کیوں اس سے خوف زدہ نظر آتے ہیں جس سے ظاہر
ہے کہ ان کے دل میں چور ہے ۵ میں لکھتے ہیں کہ میری موت اگر طاعون سے ہو گئی۔
تب بھی تمہاری یہ دعا فیصلہ کن نہیں ہو سکتی کیونکہ مسلمان تو اس موت کو ایک قسم کی شہادت جانتے ہیں
برادرم! (اور آپ دیگر قارئین کرام بھی) دیکھ لیں کہ مولوی صاحب حضرت مرزا صاحبؑ
کے پیش کردہ طریق فیصلہ کو کس کس حیلے سے رَدّ کرتے جا رہے ہیں اس صورت میں
بھلا کس طرح خدائی فیصلہ حضرت مرزا صاحبؑ کی دعا کے مطابق صادر ہو سکتا تھا
جبکہ اس نے حجت قرار پا نا ہی نہ تھا حضرت مرزا صاحبؑ کی طرف سے خدائی فیصلہ
کی خواہش تو محض اس لئے کی گئی تھی کہ مولوی ثناء اللہ کی موت یا ان کے شدید آفت
میں مبتلا ہونے کی صورت میں مسلمانوں کے لئے حضرت مرزا صاحبؑ کو صادق ماننے
کے لئے ایک ذریعہ پیدا ہو جائے لیکن اب جب کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اس کو ذریعہ
بنانے سے انکار کر رہے ہیں تو ان کو ہلاک کرنے کا کیا فائدہ پھر ۶ میں لکھتے ہیں کہ تم
تو کہتے ہو کہ خدا کے رسول رحیم کریم ہوتے ہیں تو اب میری ہلاکت کی دعا کیوں کرتے ہو
کیا یہ الفاظ بھی مولوی صاحب کے دلی اضطراب پر دلالت نہیں کرتے اور بتلا نہیں رہے
کہ وہ مباہلہ کے نام سے ہی لرزاں ہیں پھر سب سے آخر ۷ میں صاف الفاظ میں لکھا یہ
تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اسے منظور کر سکتا ہے" اب صریح
الفاظ میں نامنظوری کا اعلان کرنے کے بعد حضرت مرزا صاحبؑ کی وفات پر ان کی دعا
سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنا۔ آپ خود ہی غور کر لیں کس قدر دیانت داری اور
تقوے کے خلاف ہے اسی طرح ایک سال کی مدت گذر جانے کو یا قریباً ڈیڑھ
سال بعد حضرت مرزا صاحبؑ کے لڑکے کے فوت ہو جانے کو اپنی سچائی کے ثبوت
میں بطور دلیل پیش کرنا کس قدر انصاف کا خون کرنا ہے۔ برادرم! مولوی صاحب

کا مندرجہ بالا بیان ثابت کرتا ہے کہ یہ واقعہ بالکل اس واقعہ کے مشابہ ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیش آیا نجران کے عیسائی وفد کو جب قرآن شریف کے ارشاد کے ماتحت مباہلہ کی دعوت دی گئی تو حضرت نبی کریم صلعم تو حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ اور امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو لے کر مباہلہ کے لئے تشریف لے آئے یعنے آنحضرت صلعم نے عملاً پہل کر دی اسی طرح حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنے آقائے نامدار صلعم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے مباہلہ کے لئے اپنی قسم اور اپنی دعا کو پہلے شائع کر دیا اگر نجرانی وفد کا قائد عبدالمسیح اور اس کے ساتھی بھی مباہلہ کے لئے میدان میں آجاتے تو عیسائی مزدر عذاب الٰہی کا نشانہ بنتے لیکن چونکہ انہوں نے مباہلہ سے انکار کر دیا اس لئے عذاب الٰہی سے بچ گئے اور حضرت نبی کریم صلعم ان کی زندگی میں فوت ہو گئے لیکن نہ عیسائیوں اور نہ مسلمانوں میں سے کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو مباہلہ کا اثر اور اس کا نتیجہ قرار دیا بعینہٖ اسی طرح حضرت مرزا صاحبؑ تو میدان مقابلہ میں عملاً نکل آئے یعنی اپنے وعدہ کے مطابق اپنی دعا پہلے شائع کر دی لیکن مولوی ثناء اللہ نے جو بار بار مباہلہ پر آمادگی کا اظہار کرتے رہتے تھے خوفزدہ ہو کر عیسائیوں کی طرح مباہلہ سے انکار کر دیا بلکہ صاف لفظوں میں اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا پس وہ اسی طرح زندہ رہے جس طرح عیسائی حضرت نبی کریم صلعم کی وفات کے بعد زندہ رہے تھے پس جب حقیقت یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب مباہلہ کے لئے نکلے ہی نہیں تو مباہلہ جو کہ فریقین کے مسلّمہ کی رُو سے باہمی مقابلہ کا نام ہے متحقق کس طرح ہو سکتا تھا اور حضرت مرزا صاحبؑ کی دعا کا نتیجہ ثناء اللہ کی موت یا کسی شدید آفت میں گرفتار ہونے کی شکل میں کس طرح ظاہر ہو سکتا تھا حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنی دعا کو پیشگوئی تو قرار نہیں دیا تھا کہ اس کا پورا ہونا ضروری تھا حضورؑ نے تو صاف لکھا تھا "یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہیں۔"

دعائے مباہلہ ہونے کا پانچواں ثبوت

دعائے مباہلہ ہونے کا پانچواں اور آخری ثبوت جو سب سے زبردست ثبوت ہے وہ وہ اشتہار ہے جو حضرت مرزا صاحب نے ۵ جون ۱۹۰۸ء کو "اعلان باردوم" کے نام سے شائع کیا جسے آپ کے اور اب تمام قارئین کے لیئے (غور کے لئے بجنسہٖ نقل کیا جاتا ہے "اعلان بار دوم"

" (من اظلم ممن افتری علی اللہ کذباً اوکذب بایٰتہٖ) افسوس کہ اس ملک کے اکثر لوگ جو مولوی کہلاتے یا علم ہونے کا دم مارتے ہیں جب خدا تعالیٰ کا کلام ان کو سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ وہ افترا ہے انہی لوگوں پر اتمام حجت کرنے کے لیئے میں نے کتاب حقیقت الوحی تالیف کی ہے کب تک یہ لوگ ایسا کریں گے ہر ایک فیصلہ کے لئے ایک دن ہے اور ہر ایک قضا وقدر کے نزول کے لئے ایک رات ہے اس وقت میں نمونہ کے طور پر خدا تعالیٰ کا ایک کلام ان لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں اور بالخصوص اس جگہ مخاطب میرے مولوی ابوالوفا[1] ثناء اللہ امرتسری اور مولوی عبدالجبار اور مولوی عبدالواحد اور عبدالحق غزنوی ثم امرتسری اور جعفر زٹلی لاہوری اور ڈاکٹر عبدالحکیم خاں اسسٹنٹ سرجن ترادڑی ملازم ریاست پٹیالہ ہیں اور وہ کلام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے انی احافظ کل من فی الدار واحافظک خاصۃ" ترجمہ اس کا بموجب تفہیم الٰہی یہ ہے کہ میں ہر شخص کو جو تیرے گھر کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا اور خاص کر تجھے چنانچہ گیارہ برس سے اس پیشگوئی کی تصدیق ہو رہی ہے اور میں اس کلام کے منجانب اللہ ہونے پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا تعالیٰ کی تمام کتب مقدسہ پر اور بالخصوص قرآن شریف پر اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ خدا

---

[1] دیکھ لیں سب سے پہلے مولوی ثناء اللہ کو ہی مخاطب کیا ہے اگر پہلا اشتہار منسوخ شدہ نہ ہوتا تو اس اشتہار میں مولوی ثناء اللہ کو نئے طریق فیصلہ کے لئے کیوں بلاتے۔

کا کلام ہے پس اگر کوئی شخص مذکورہ اشخاص میں سے یا جو شخص ان کا ہم رنگ ہے یہ اعتقاد
رکھتا ہو کہ یہ انسان کا افتراء ہے خدا کا کلام نہیں ولعنۃ اللہ علی من کذب وحی
اللہ جیسا کہ میں بھی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے ولعنۃ اللہ علی من افتری علی
اللہ اور میں امید رکھتا ہوں کہ خدا اس راہ سے کوئی فیصلہ کرے اور یاد رہے کہ میرے کسی کلام
میں یہ الفاظ نہیں کہ ہر ایک شخص جو بیعت کرے وہ طاعون سے محفوظ رہے گا بلکہ یہ ذکر ہے
والذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون
پس کامل پیروی کرنے والے اور ہر ایک ظلم سے بچنے والے جس کا علم محض خدا کو ہے بچائے جائیں گے
اور کمزور لوگ طاعون سے شہید ہو کر شہادت کا اجر پا دیں گے اور طاعون ان کے لئے تمحیص اور
تطہیر کا موجب ٹھہرے گی اب میں دیکھوں گا کہ اس میری تحریر کے مقابل پر بغرض تکذیب کون
قسم کھاتا ہے مگر یہ امر ضروری ہے کہ اگر ایسا مکذب جو اس کلام کو خدا کا کلام نہیں سمجھتا تو آپ
بھی دعویٰ کرے کہ میں بھی طاعون سے محفوظ رہوں گا اور مجھے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام
ہوا ہے تا وہ دیکھ لے کہ افتراء کی کیا سزا ہے والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

راقم خاکسار میرزا غلام احمد۔ ۶ر جون ۱۹۰۷ء"

برادرم! آپ (اور اب تمام قارئین کرام) دیکھ لیں کہ کیا اس اشتہار سے جو "اعلان بار
دوم" کے ہیڈنگ کے ساتھ ۶ر جون ۱۹۰۷ء کو شائع کیا گیا صریح طور پر ثابت نہیں ہوتا کہ ۱۵ر
اپریل ۱۹۰۷ء والا اشتہار مولوی ثناء اللہ صاحب کے جواب بلکہ انکار کے بعد منسوخ قرار دیا جا
چکا تھا کیونکہ اس اشتہار میں فیصلہ کا نیا طریق پیش کیا گیا ہے اور نیا طریق اسی وقت پیش کیا
جا سکتا ہے جب پہلا طریق مسترد ہو جانے کی وجہ سے قابل عمل نہ رہا ہو ورنہ یہ کس طرح ہو
سکتا ہے کہ ایک طریق کو فیصلہ کن بھی قرار دیا جائے اور مزید برآں فیصلہ بھی خدا کے ہاتھ میں
دے دیا گیا ہو اور باوجود اس کے پھر نیا طریق فیصلہ کا پیش کر دیا جائے یہ بھی دیکھیں کہ اس
اشتہار میں اس نئے طریق کے ذریعہ فیصلہ کرنے کے لئے سب سے پہلے مخاطب مولوی ثناء اللہ
صاحب کو ہی کیا ہے کیا اس سے صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے نزدیک ۱۵ر
اپریل والے اشتہار میں جو طریق فیصلہ پیش کیا گیا تھا مولوی صاحب کے قبول نہ کرنے کی وجہ

سے منسوخ ہو چکا ہے اور اب ہمیں اشتہار "اعلان بار دوم" شائع ہونے پر مولوی ثناء اللہ صاحب کا ردِ عمل بھی دیکھنا چاہیئے کہ انہوں نے اس کے جواب میں کیا لکھا ظاہر ہے کہ اگر وہ حضرت مرزا صاحب کے ۱۵ اپریل والے اشتہار میں پیش کردہ طریق فیصلہ کو منسوخ نہیں بلکہ قائم سمجھتے تھے تو انہیں اس کے جواب میں یہی لکھنا چاہیئے تھا کہ میرے ساتھ تو طریق فیصلہ آپ معین کر چکے ہیں اور اس کے متعلق فیصلہ بھی خدا کے ہاتھ میں دے چکے ہیں اب مجھے نئے طریق کے لئے کیوں دعوت دے رہے ہو لیکن وہ یہ نہیں لکھتے بلکہ اس نئے طریق کو پیش کرنے میں حضرت مرزا صاحب کو حق بجانب قرار دیتے ہیں پس جو کچھ انہوں نے اس دوسرے اشتہار کے جواب میں لکھا وہ ان کے رسالہ "مرقع قادیانی" مجریہ یکم اگست ۱۹۰۷ء میں درج ہے جسے آپ کے اور دیگر قارئین کرام کے غور کے لئے پیش کرتا ہوں۔ اس کا ہیڈنگ یہ ہے :-

" قادیانی کرشن نے اور روپ بدلا بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش۔ من انداز قدت را می شناسم۔ قادیانی کرشن نے ایک اور اعلان شائع کیا ہے " (کیا یہ ہیڈنگ ہی اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ پہلا طریق منسوخ ہو چکا ہے) اس کے بعد طعن و تشنیع سے کام لیتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں :- " چونکہ تم لوگ اس قسم کے گھوڑے چلایا کرتے ہو اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ تم سے پوچھ لیا جائے کہ تمہارے مقابلہ پر آکر حلف اٹھایا جاوے تو نتیجہ کیا ہوگا جس کا جواب تم نے آج تک کچھ نہ دیا اور اب دوسرے لباس میں جلوہ آرا ہوئے۔ پھر اور چالاکی دیکھئے کہ صرف قسم اٹھانے پر اکتفا نہیں بلکہ ساتھ ہی یہ بھی شرط ہے کہ ایسا مکذب یہ بھی دعویٰ کرے کہ میں بھی طاعون سے محفوظ رہوں گا چہ خوش آپ چاہتے ہیں کہ جس طرح آپ بڑ مار کر ذلیل ہوتے ہیں اسی طرح آپ کا مکذب بھی ذلیل ہو تاکہ کبڑی والا قصہ صادق آئے مشہور قصہ ہے کہ کسی کبڑی سے لوگوں نے پوچھا کہ تم کیا چاہتی ہو؟ کیا یہ چاہتی ہو کہ تم اچھی ہو جاؤ یا یہ چاہتی ہو کہ اور بھی تمہاری طرح کبڑی ہو جائیں کبڑی نے کہا میں تو یہی چاہتی ہوں کہ اور بھی میری طرح کبڑے ہوں تاکہ جس طرح یہ مجھ پر ہنستے ہیں میں بھی ان پر ہنسوں کیا خوب ہے

ہمدرد ہاتھ آیا اک مفلسی میں

مگر آپ کے مخالف آپ کی طرح نہ تو مدعی الہام نہ آپ کی طرح حیا و شرم سے .....

اب دیکھ لیجئے کہ اس امر کو تسلیم کرنے کے بعد کر "اب دوسرے لباس میں جلوہ آرا ہوئے"
س چالاکی سے اس نئے طریق فیصلہ کو بھی منسوخ کر دیا ہے بہر صورت حضرت مرزا صاحبؑ
ے اشتہار "اعلان باردوم" اور مولوی ثناء اللہ کے جواب کے بعد واضح ہو گیا کہ فریقین نے
۱۵ اپریل والا اشتہار منسوخ قرار دے دیا ہوا ہے اس کو منسوخ قرار دینے کے بعد حضرت
رزا صاحبؑ کی وفات پر ان کے خلاف اس سے حجت پکڑنا کہاں کی ایمان داری ہے؟ اور
کہاں کا تقویٰ ہے؟ آپ (اور اب دیگر قارئین کرام) خود ہی غور فرمالیں امید ہے اس سے
ہر منصف مزاج اور تعصب سے خالی انسان اچھی طرح سمجھ جائے گا کہ فریقین کے درمیان
مباہلہ منعقد ہی نہیں ہوا۔ اس لئے اس سے کسی ایک فریق کے خلاف نتیجہ نکالنا کسی صورت میں بھی
مناسب اور جائز نہیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے مسلمات اور خدائی فیصلہ

اب آخر میں آپ (اور اب دیگر قارئین کرام) کے غور کے لئے مولوی ثناء اللہ صاحب اور اس کی پارٹی کے مسلمات آپ کے سامنے رکھتا
ہوں ان کو پڑھ کر آپ خود ہی بآسانی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ خدائی فیصلہ کیا ان کے مطابق صادر
ہوا ہے یا نہیں۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنے ۱۵ اپریل والے اشتہار میں یہ الفاظ لکھے تھے
" اس لئے اب میں تیری ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں
کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب
ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں
جو موت کے برابر ہو مبتلا کر اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر آمین ثم آمین۔ ربنا
افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین بالآخر مولوی صاحب
سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں
اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے "
اس اشتہار میں آپ نے یہ بھی لکھا ہے "کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب
کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں

دُعا مباہلہ میں جو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہا جاتا ہے حضرت مرزا صاحب اس کا یہی مطلب سمجھتے تھے اور یہی حقیقتاً ہے بھی کہ کاذب صادق کی زندگی میں عذاب الٰہی میں مبتلا ہوجاتا ہے اسی لیئے انہوں نے اپنے اشتہار میں یہی خدا سے مانگا اور یہی دعویٰ کیا۔ کہ مفسد اور کذّاب صادق کی زندگی میں ہلاک ہوجاتا ہے ویسے نہیں بلکہ مباہلہ کی صورت میں لیکن اس کے بالمقابل مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کی پارٹی اس کے نتیجہ میں جو کچھ سمجھتی تھی اس کا اظہار انہوں نے مندرجہ ذیل الفاظ میں کر دیا وہ لکھتے ہیں :-

" آپ (یعنے حضرت مرزا صاحبؑ) اس دعویٰ میں (کونسا دعویٰ یہی کہ مفسد اور کذّاب کی عمر لمبی نہیں ہوتی وہ مباہلہ کے وقت اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہوجاتا ہے۔ ناقل) قرآن شریف کے صریح خلاف کہہ رہے ہیں قرآن تو کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے سُنو! من کان فی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمان مدّاً (پ ۱۶ رکوع ۸) اور انما نملی لھم لیزدادوا اثماً (پ ۴ رکوع ۹) ویمدھم فی طغیانھم یعمھون (پ ۱ رکوع ۲) وغیرہ آیات تمہارے اس دجل کی تکذیب کرتی ہیں اور سُنو! بل متعنا ھٰؤلاء وآباء ھم حتّیٰ طال علیھم العمر (پ ۱۷ رکوع ۴) جن کے صاف یہی معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ جھوٹے دغا باز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وہ مہلت میں اور بھی بُرے کام کرلیں پھر تم کیسے من گھڑت اصول بتلاتے ہو کہ ایسے لوگوں کو بہت عمر نہیں ملتی کیوں نہ ہو دعوے تو مسیح۔ کرشن اور محمد۔ احمد بلکہ خدائی کا ہے اور قرآن میں یہ لیاقت ؟ ذالک مبلغھم من العلم "

(نائب ایڈیٹر اہل حدیث ۲۶ر اپریل ۱۹۰۷ء)

مندرجہ بالا تحریر ثناء اللہ کے اخبار اہلحدیث کے نائب ایڈیٹر کی طرف سے لکھی گئی ثناء اللہ نے نہ اس وقت اس کے ساتھ اختلاف کیا اور نہ بعد میں بلکہ بعد میں اس کے ساتھ اپنے اتفاق کا اظہار کر دیا چنانچہ اپنے اخبار کے پرچہ ۳۱ر جنوری ۱۹۰۸ء

اگست ۱۹۰۷ء میں لکھا، "آنحضرت صلعم باوجود سچا نبی ہونے مسیلمہ کذاب سے پہلے انتقال ہوئے مسیلمہ باوجود کاذب ہونے کے صادق سے پیچھے مرا" مولوی صاحب کی مندرجہ بالا تحریر کا دوسرے الفاظ میں یہ مطلب ہوا کہ وہ حضرت مرزا صاحبؑ کی اس دعا کے مقابلہ میں کہ "وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے" یہ دعا کرتے ہیں کہ اے خدا تیری نگاہ میں جو جھوٹا دغاباز مفسد اور نافرمان اور بدکار ہے اس کو لمبی عمر عطا فرما۔ تا وہ اس مہلت میں اور بھی بڑے کام کر لے اور ہم دونوں (یعنی مرزا صاحبؑ اور مولوی ثناء اللہ) میں سے جو جھوٹا ہے اس کو مسیلمہ کذاب کی طرح زندہ رکھ اور جو تیری نگاہ میں سچا ہے اس کو حضرت نبی کریم صلعم کی طرح جھوٹے کی زندگی میں وفات دے۔ یہ وہ دعا ہے جو مولوی ثناء اللہ نے حضرت مرزا صاحبؑ کی اس التماس کی تعمیل میں لکھی کہ اُن کے مضمون مباہلہ کے نیچے ثناء اللہ جو چاہے لکھ دے اور جو عذاب خدا تعالیٰ سے چاہے مانگ لے گویا مولوی ثناء اللہ نے خدا سے یہ دعا مانگی اور اس سے یہ فیصلہ چاہا کہ خدا اسے لمبی عمر دے کر دنیا پر اس کا بدکار ہونا جھوٹا ہونا دغاباز ہونا مفسد اور نافرمان ہونا ثابت کر دے تا وہ بڑے کام کرتا رہے چنانچہ وہ اپنی لمبی عمر میں خدا کے مامور کی مخالفت کرتا رہا اس سے زیادہ بُرا کام کونسا ہو سکتا ہے۔ برادرم! (اور اب تمام قارئین کرام) غور کریں کیا یہ کم عذاب ہے کہ خدا نے اس کے طلب کئے ہوئے عذاب کے مطابق اس کو بدکار، جھوٹا، دغاباز، مفسد اور نافرمان اور مسیلمہ کذاب کا مثیل ثابت کر دیا یہی اس کا منہ مانگا عذاب تھا جو خدا نے اس کو دے کر صادق اور کاذب کے درمیان حضرت مرزا صاحبؑ کی اس دعا کے مطابق "کہ اے خدا میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ سچا فیصلہ فرما دیا یعنے جو کچھ ثناء اللہ نے مانگا تھا وہی اسے دے دیا اب ثناء اللہ کے حامی لاکھ تاویلیں کریں مگر جو کچھ اس کی قلم سے نکل گیا وہ واپس نہیں لیا جا سکتا اور نہ وہ اب مٹ سکتا ہے یہ فیصلہ تو قیامت تک ثناء اللہ کو انہی آیات قرآنیہ کا مصداق ثابت کرتا رہے گا جو بڑے زوردار الفاظ میں اس نے لکھی ہیں اور جن کی بنا پر اپنی قرآن دانی پر بڑا ناز و فخر کیا ہے سو برادرم! یہی وہ خدائی فیصلہ ہے جو مولوی ثناء اللہ صاحب کی درخواست

پر اس کے مسلّمات کی رُو سے الہٰی دربار سے صادر ہُوا۔ امید ہے اب آپ پر اور دیگر تمام منصف مزاج قارئین پر ان مذاکرات کی حقیقت اور اصلیت روشن ہو جائے گی جو مولوی ثناء اللہ اور حضرت مرزا صاحبؑ کے درمیان مباہلہ کے بارے میں ہوئے اللہ تعالیٰ آپ کے اور دیگر تمام احباب کے سینوں کو قبول حق کے لئے کھول دے۔ آمین۔

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی اس خواہش کا بھی ذکر کر دیا جائے کہ وہ اپنی زندگی میں ہی ایسا نشان دیکھنا چاہتے ہیں جو حضرت مرزا صاحبؑ کی صداقت ثابت کرنے والا ہو چنانچہ ان کا وہ مضمون جسے انہوں نے اخبار وطن مورخہ ۲۶ راپریل ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۱۱ کالم ۲ میں شائع کیا صاف طور پر ان کی اس خواہش کا اظہار کر رہا ہے ان کے مضمون کا ہیڈنگ یہ ہے "مرزا صاحب قادیانی کا نرالا فیصلہ" "مرزا صاحب نے الحکم و بدر میں نئی چال کا ایک مضمون لکھا کہ میں مولوی ثناء اللہ سے تنگ آگیا ہوں اس لئے دعا کرتا ہوں کہ وہ میری زندگی میں ہی طاعون سے نہ مرے تو میں جھوٹا۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے ناظرین آج کل طاعون سے مرجانا کونسی بڑی بات ہے ہم پوچھتے ہیں کوئی ایسا نشان دکھاؤ جو ہم بھی دیکھ کر عبرت حاصل کریں۔ مر گئے تو کیا دیکھیں گے کیا ہدایت پائیں گے آپ خدا سے دعا کریں کہ کوئی ایسی علامت مع تاریخ مقرر کرے جسے دیکھ کر ہم بھی آپ کی ہدایت سے مستفیض ہوں۔"

اب دیکھ لیجئے کہ خدا تعالیٰ نے مولوی ثناء اللہ کے بیان کردہ معیار کے مطابق جو اس نے قرآن کریم کی آیات سے اخذ کر کے بیان کیا تھا اس کو لمبی عمر کا نشان دکھلا دیا اس سے فائدہ اٹھانا یا اس سے مستفیض ہونا یا اس کو اپنی ہدایت کا ذریعہ بنانا یہ اس کا کام تھا افسوس اس سے اس نے مسیلمہ کذاب کی طرح فائدہ نہ اٹھایا اور ضلالت کے داغ کو قبر میں ہی لے گیا اللہ ہر ایک کو ایسے بد انجام سے محفوظ رکھے آمین۔ اس کے بعد حضرت مرزا صاحبؑ کا مذہب بھی مامورین کے مخالفین کے متعلق آپ کے غور کے لئے پیش کرتا ہوں اخبار الحکم ۱۰ راکتوبر ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۹ پر ذیل کا سوال ایک شخص کا ۲ راکتوبر ۱۹۰۷ء بوقت سیر پیش کیا گیا۔

"ہماری جماعت کے ایک شخص نے کسی غیر احمدی کا سوال پیش کیا کہ آپ نے اپنی تصانیف

آنحضرت صلعم کے بعد فوت ہُوا تھا اس کے جواب میں حضرت اقدسؑ نے فرمایا یہ کہاں لکھا ہے کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجاتا ہے ہم نے تو اپنی تصانیف میں ایسا نہیں لکھا - لاؤ پیش کردہ وہ کونسی کتاب ہے جس میں ہم نے ایسا لکھا ہے ہم نے تو یہ لکھا ہُوا ہے مباہلہ کرنیوالوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے مسیلمہ کذّاب نے تو مباہلہ کیا ہی نہیں تھا اسی طرح ثناءاللہ نے بھی مباہلہ نہیں کیا - ناقل ، آنحضرت صلعم نے اتنا فرمایا تھا اگر تو میرے بعد بھی زندہ رہا تو ہلاک ہو جائیگا سو ایسا ہی ظہور میں آیا تھا مسیلمہ کذّاب تھوڑے ہی عرصہ بعد قتل کیا گیا اور پیشگوئی پوری ہوئی دبرادرم غور فرمائیں حضرت مرزا صاحبؑ کا مذہب یہ ہے کہ مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے چنانچہ حضورؑ نے اپنی کتاب اعجاز احمدی صد ۳۷ میں مولوی ثناءاللہ کے متعلق ہی واضح الفاظ میں یہ فرمایا تھا :" اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے کہ کاذب صادق کے پہلے مرجائے تو ضرور وہ پہلے مریں گے " اب جائے غور ہے کہ کیا مولوی ثناءاللہ اس چیلنج پر قائم رہے ظاہر ہے کہ ہرگز قائم نہیں رہے نیز جس طرح مسیلمہ کذّاب نے آنحضرت صلعم کے ساتھ مباہلہ نہیں کیا تھا مولوی ثناءاللہ صاحب نے بھی اسی طرح ص حضرت مرزا صاحبؑ کی زندگی میں مرنا کس طرح متوقع ہو سکتا تھا بلکہ وہ تو اپنے ہی پیش کردہ معیار کے مطابق "مسیلمہ کذّاب کا مثیل ثابت ہُوا اور حضرت مرزا صاحبؑ کے بعد لمبی عمر پا کر فوت ہُوا" یہ بات کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجاتا ہے بالکل غلط ہے کیا آنحضرت صلعم کے سب اعداء ان کی زندگی میں ہی ہلاک ہو گئے تھے بلکہ ہزاروں اعداء تو آپ کی وفات کے بعد زندہ رہے تھے - ہاں جھوٹا مباہلہ کرنے والا سچے کی زندگی میں ہلاک ہُوا کرتا ہے ایسے ہی ہمارے مخالف بھی ہمارے مرنے کے بعد زندہ رہیں گے اور مخالفوں کے وجود کا قیامت تک ہونا ضروری ہے وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ سے ظاہر ہے ہم تو ایسی باتیں سن سن کر حیران ہوتے ہیں دیکھو ہماری باتوں کو کیسے اُلٹ پلٹ کر پیش کیا جاتا ہے اور تحریف کرنے میں وہ کمال حاصل کیا ہے کہ یہودیوں کے بھی کان کاٹ دیئے ہیں کیا یہ کسی نبی ولی ، قطب ، غوث کے زمانے میں ہُوا کہ اس کے

ص حضرت مرزا صاحبؑ سے مباہلہ نہیں کیا اس لئے اسی طرح

سب اعدا مر گئے ہوں بلکہ کافر، منافق باقی رہ ہی گئے تھے ہاں اتنی بات صحیح ہے کہ سچے کے ساتھ جو جھوٹے مباہلہ کرتے ہیں وہ سچے کی زندگی ہی میں ہلاک ہو جاتے ہیں جیسا کہ ہمارے ساتھ مباہلہ کرنے والوں کا حال ہو رہا ہے مجھے تو اپنی جماعت پر افسوس آتا ہے کہ ان میں اتنی بھی عقل نہیں کہ ایسے اعتراض کرنے والوں سے پوچھیں ہم نے کہاں لکھا ہے کہ بغیر مباہلہ کرنے کے ہی جھوٹے سچے کی زندگی میں تباہ اور ہلاک ہو جاتے ہیں وہ جگہ تو نکالو جہاں لکھا ہے (قارئین کرام اب دیکھ لیں کہ کیا مولوی ثناء اللہ نے حضرت مرزا صاحبؑ سے مباہلہ کیا۔ ناقل) ہماری جماعت کو چاہیئے کہ معترض سے ہماری کتاب کی جگہ پوچھیں جہاں لکھا ہے کہ سچے کی زندگی میں سب جھوٹے مر جاتے ہیں بلکہ جھوٹے تو قیامت تک رہیں گے "

ذیل میں چند الہامات بھی درج کئے جاتے ہیں جو حضرت مرزا صاحبؑ پر ۱۴ اپریل والے الہام اجیب دعوۃ الداع کے علاوہ نازل ہوئے چنانچہ ۱۵ اپریل کو حضورؑ کو الہام ہوتا ہے "فتح ہے تمہاری تمہارے نام کی" اس کے معنی صاف ہیں کہ اس مقابلہ میں جو ثناء اللہ کے ساتھ ہو رہا ہے فتح تو تمہاری ہے لیکن اس کا کامل ظہور تمہاری وفات کے بعد ہوگا کیونکہ "تمہارے نام کی" کے الفاظ وفات کے بعد کے زمانہ کی طرف ہی اشارہ کر رہے ہیں پہلی فتح تو حضورؑ کو یہی ہوئی کہ مولوی ثناء اللہ باوجود اس ادّعا کے کہ وہ مباہلہ کرنے سے نہیں ڈرتا میدان مباہلہ سے یہ کہہ کر کہ "تمہارا یہ فیصلہ مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اسے قبول کر سکتا ہے" صاف طور پر میدان چھوڑ کر بھاگ گیا۔

دوسری عظیم الشان فتح حضورؑ کو یہ ہوئی جو الہامی الفاظ "تمہارے نام کی" میں مضمر تھی کہ وہ اپنے بیان کردہ قرآنی معیار کے مطابق حضورؑ کی وفات کے بعد زندہ رہ کر مسیلمہ کذاب کا مثیل ثابت ہوا اور لمبی عمر پانے کی وجہ سے کذاب، مفسد، دغا باز وغیرہ ثابت ہوا۔

دوسرا الہام اسی تاریخ کو ہوا "ان شانئک ھو الابتر" یعنے تیرے دشمن سے خدائی تائیدات کاٹ دی جائیں گی خدائی تائیدات کا ثناء اللہ سے کٹ جانا بھی ظاہر ہے اور وہ اس طرح کہ مباہلہ کے لئے میدان میں نکلنے کی توفیق اس سے چھین لی گئی تیسرا الہام "حد ظبات" یعنی تلوار کی تیز دھار یہ الہام بھی اسی طرح پورا ہوا کہ حضورؑ کی

۱۵ اپریل والی دعا مباہلہ مولوی ثناء اللہ کے لئے تلوار کی تیز دھار ثابت ہوئی جس کی کاری ضرب
کو وہ برداشت نہ کر سکا اور صید بسمل کی طرح اس کے آگے تڑپ کر گر پڑا چوتھا الہام اسی
تاریخ کو یہ ہوا " انت منی بمنزلہ موسیٰ " یعنے تیرا مقام میرے ہاں ایسا ہی ہے جیسا کہ
موسیٰ کا تھا یہ الہام بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰؑ کو ان کے دشمن
فرعون کے مقابلہ میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی تھی اسی طرح تم کو بھی ثناء اللہ کے مقابلہ
میں کامیابی و کامرانی حاصل ہوگی اور وہ ہوئی جس کا ثبوت اصل مضمون میں گذر چکا ہے۔
پانچواں الہام یہ نازل ہوا " احمد غزنوی " یعنی تو قابل تعریف کام کرے گا اس سے
بڑھ کر آپ کا فعل کیا قابل حمد ہوگا کہ آپ ثناء اللہ کی طرح طاعون کی شدت سے خوفزدہ
نہیں ہوئے اور بڑی جرأت کے ساتھ مباہلہ کے لئے میدان میں نکل آئے اور بڑے دھڑلے
کے ساتھ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہتے ہوئے اپنے لئے شدید سے شدید
عذاب کا مورد بننے کے لئے دعا کر دی لیکن مقابلہ میں ثناء اللہ ایسا ڈرا کہ پکار اٹھا کہ خدا
کے رسول تو رحیم و کریم ہوتے ہیں آپ میرے لئے کیوں ہلاکت کی دعا کرتے ہیں ایسا نشان
دکھلاؤ کہ میں زندہ رہ کر اس سے فائدہ اٹھاؤں غزنوی کہہ کر بتلایا کہ تم اس روحانی جنگ
میں غزنوی کی طرح کامیاب لوٹو گے پھر آخر میں الہام ہوا سلام قولا من رب رحیم
یعنی دشمن اپنی مکارانہ چالوں سے تمہیں نقصان پہنچانے کی کتنی بھی کوشش کرے اللہ تعالیٰ
تمہیں اس کے حملوں کے ضرر سے محفوظ رکھے گا پھر ۱۷ اپریل کو الہام ہوا " طوفان آیا ہی
طوفان شر " چنانچہ یہ الہام اسی طرح پورا ہوا کہ حضورؑ کی وفات کے بعد مخالفت کا خطرناک
طوفان اٹھا جو اپنے اندر بہت بڑا شر رکھتا تھا ثناء اللہ اور عبد الحکیم دونوں نے طوفان بدتمیزی
اٹھایا اور جماعت میں شر پیدا کرنے کی پوری کوشش کی لیکن اس کے ساتھ ہی الہام تھا انی
مع اللہ الکریم یعنی ان کو کہہ دے کہ میں اللہ کریم کے ساتھ ہوں میرا تم کیا بگاڑ سکتے ہو چنانچہ
ایسا ہی ہوا ان دونوں کا پیدا کردہ شر جماعت کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکا اور نہ اسے کچھ نقصان پہنچا
سکا چنانچہ اس وقت جماعت ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے اور الہام " تیرے نام کو دنیا کے
کناروں تک پہنچاؤں گا " بڑی شان کے ساتھ پورا ہو رہا ہے ۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ "